احمدی خواتین کی تعلیم وتربیت کے لیے

ماہنامہ

اکتوبر 2016ء اخاء 1395 ہش

مدیر: مرزا خلیل احمد قمر

فہرست مضامین مصباح اکتوبر 2016ء

احمدی مستورات کی تعلیم و تربیت کے لئے

ماھنامہ

مصباح

مدیر
مرزا خلیل احمد قمر

اخاء 1395ہش، اکتوبر 2016ء
جلد نمبر-------89/64
شمارہ نمبر--------10
مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ مصباح
چناب نگر (ربوہ) ضلع چنیوٹ
پبلشر، پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
قیمت فی شمارہ:.......... 25 روپے
سالانہ چندہ پاکستان:...... 300 روپے
PH: 0092-047-6211064
E.Mail:.officemisbah@yahoo.com
www.misbah-lajnapk.org

قال اللہ تعالیٰ

اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک (ہی) جان سے پیدا کیا۔ اور اس (کی جنس) سے (ہی) اس کا جوڑا پیدا کیا۔ اور ان دونوں میں سے بہت سے مرد اور عورتیں (پیدا کر کے دنیا میں) پھیلائے۔ اور اللہ کا تقویٰ (اس لئے بھی) اختیار کرو کہ اس کے ذریعہ سے تم آپس میں سوال کرتے ہو۔ اور خصوصاً رشتہ داریوں (کے معاملہ) میں (تقویٰ سے کام لو)۔ اللہ تم پر یقیناً نگران ہے۔ (سورۃ النساء آیت 2)

اور عورتوں کو ان کے مہر دلی خوشی سے ادا کرو۔ پھر اگر وہ اپنے دل کی خوشی سے اس میں سے کچھ دے دیں تو یہ جانتے ہوئے کہ وہ تمہارے لئے مزے اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے تم اسے بیشک کھاؤ۔ (سورۃ النساء آیت 5)

اور ناسمجھوں کو اپنے مال جنہیں اللہ نے تمہارے لئے سہارا بنایا ہے نہ دو۔ اور ان میں سے انہیں کھلاؤ اور انہیں پہناؤ اور انہیں مناسب (اور اچھی) باتیں کہو۔ (سورۃ النساء آیت 6)

اور جو لوگ ڈرتے ہوں کہ اگر وہ اپنے بعد کمزور اولاد چھوڑ گئے تو اس کا کیا بنے گا ان کو (دوسرے یتیموں کے متعلق بھی) اللہ کے ڈر سے کام لینا چاہئے اور چاہئے کہ وہ صاف اور سیدھی بات کہیں۔ (سورۃ النساء آیت 10)

اور جو لوگ ظلم سے یتیموں کے مال کھاتے ہیں وہ یقیناً اپنے پیٹوں میں صرف آگ بھرتے ہیں۔ اور وہ یقیناً شعلہ زن آگ میں داخل ہوں گے۔ (سورۃ النساء آیت 11)

یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدیں ہیں۔ اور جو (لوگ) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں انہیں وہ ان باغوں میں جن کے اندر نہریں بہتی ہوں گی داخل کرے گا۔ (اور) وہ ان میں رہتے چلے جائیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ (سورۃ النساء آیت 14)

قال الرسول ﷺ

☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا...... تجرد کی زندگی کو پسند نہیں کرتا۔(ابو دائود کتاب المناسک)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کسی عورت سے نکاح کرنے کی چار ہی بنیادیں ہوسکتی ہیں یا تو اس کے مال کی وجہ سے یا اس کے خاندان کی وجہ سے یا اس کے حسن و جمال کی وجہ سے یا اس کی دینداری کی وجہ سے۔لیکن تو دین دار عورت کو ترجیح دے،اللہ تیرا بھلا کرے اور تجھے دین دار عورت حاصل ہو۔(بخاری کتاب النکاح)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا عورتوں کی بھلائی اور خیر خواہی کا خیال رکھو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے یعنی اس میں پسلی کی طرح طبعی ٹیڑھا پن ہے، پسلی کے اوپر کے حصہ میں زیادہ کجی ہوتی ہے اگر تم اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کروگے تو اسے توڑ دو گے۔اگر تم اسے اس کے حال پہ ہی رہنے دوگے تو اس کا جو فائدہ ہے وہ تمہیں حاصل ہوتا رہے گا۔ پس عورتوں سے نرمی کا سلوک کرو اور اس بارہ میں میری نصیحت مانو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ عورت پسلی کی طرح ہے اگر تم اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اسے توڑ دوگے۔لیکن اگر اس کے ٹیڑھے پن کے باوجود اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرو گے تو فائدہ اٹھالوگے۔(بخاری کتاب الانبیاء)

ارشادات عالیہ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''فنافی اللہ ہو جانا اور اپنے سب اِرادوں اور خواہشات کو چھوڑ کر محض اللہ کے ارادوں اور احکام کا پابند ہو جانا چاہئے کہ اپنے واسطے بھی اور اپنی اولاد، بیوی بچوں، خویش و اقارب اور ہمارے واسطے بھی باعثِ رحمت بن جاؤ۔ مخالفوں کے واسطے اعتراض کا موقعہ ہرگز ہرگز نہ دینا چاہئے...... (فرماتے ہیں) خدا تعالیٰ کی نصرت انہیں کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں، ایک جگہ نہیں ٹھہر جاتے اور وہی ہیں جن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ ان میں بڑا شوق ذوق اور شدت رقت ہوتی ہے مگر آگے چل کر بالکل ٹھہر جاتے ہیں اور آخر کا انجام بخیر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ ''میرے بیوی بچوں کی بھی اصلاح فرما'' (الاحقاف:16) اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے۔ دیکھو پہلا فتنہ حضرت آدم پر بھی عورت ہی کی وجہ سے آیا تھا۔ حضرت موسیٰؑ کے مقابلہ میں بلعم کا ایمان جو حبط کیا گیا اصل میں اس کی وجہ بھی توریت سے یہی معلوم ہوتی ہے کہ بلعم کی عورت کو اس بادشاہ نے بعض زیورات دکھا کر طمع دے دیا تھا اور پھر عورت نے بلعم کو حضرت موسیٰؑ پر بددعا کرنے کے واسطے اُکسایا تھا۔ غرض ان کی وجہ سے بھی اکثر انسان پر مصائب شدائد آ جایا کرتے ہیں اور ان کی اصلاح کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہئے اور ان کے واسطے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔''

اداریہ

کامیابی کا گُر

''دُنیا اور عقبیٰ میں کامیابی کا گُر یہ ہے کہ انسان ہر قول اور ہر فعل میں یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ میرے کاموں سے خبردار ہے۔ یہی تقویٰ کی جڑ ہے۔'' (خ ج۔30 مئی 2007، بیت فضل لندن)

''پس آج ہم جو حضرت مسیح موعودؑ کے ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ہمارے اُوپر بہت بڑھ کر یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ اپنے اندر انقلابی تبدیلیاں پیدا کریں۔ اپنے گھروں کو بھی جنت نظیر بنائیں۔ اپنے ماحول میں بھی ایسا تقویٰ پیدا کریں جو اللہ تعالیٰ ہم سے توقع رکھتا ہے۔ اور ہم سے کوئی فعل ایسا سرزد نہ ہو جو اس خدائی بشارت کو ہم سے دور کر دے۔ پس ہم پر یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ دعاؤں پر بہت زور دیں کیونکہ آج عالم ...... کی حفاظت کی ذمہ داری سب سے بڑھ کر جماعت احمدیہ پر ہے۔ ہمارے پاس کوئی طاقت نہیں، کوئی نمونہ حکومت نہیں لیکن دعاؤں کے ذریعہ سے جس طرح حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ سب مراحل ...... طے ہونگے۔'' (خ ج۔16 مئی 2003، بیت فضل لندن)

''اصلاح نفس کیلئے اور خاتمہ بالخیر ہونے کیلئے نیکیوں کی توفیق پانے کے واسطے دوسرا پہلو دعا کا ہے۔ اس میں جس قدر توکل اور یقین اللہ تعالیٰ پر کرے گا۔ اور اس راہ میں نہ تھکنے والا قدم رکھے گا اسی قدر عمدہ نتائج اور ثمرات ملیں گے۔ تمام مشکلات دور ہو جائیں گی اور دعا کرنے والا تقویٰ کے اعلیٰ محل پر پہنچ جائیگا...... یہ بالکل سچی بات ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کسی کو پاک نہ کرے کوئی پاک نہیں ہو سکتا۔ نفسانی جذبات پر محض خدا تعالیٰ کے فضل اور جذبہ سے ہی موت آتی ہے۔ اور یہ فضل اور یہ جذبہ دعا ہی سے پیدا ہوتا ہے اور یہ طاقت صرف دعا ہی سے ملتی ہے۔...... میں پھر کہتا ہوں کہ...... اور خصوصاً ہماری جماعت کو ہرگز دعا کی بے قدری نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ یہی دعا تو ہے جس پر...... کو ناز

کرنا چاہے اور دوسرے مذاہب کے آگے تو دعا کے لئے گندے پتھر پڑے ہوئے ہیں۔ اور وہ توجہ نہیں کر سکتے ...... یاد رکھو کہ یہ (دین حق) کا فخر اور ناز ہے کہ اس میں دعا کی تعلیم ہے۔ اس میں کبھی سستی نہ کرو اور نہ اس سے تھکو۔" (الحکم۔4 جنوری 1905)

"معاشرہ میں آج کل بہت سارے جھگڑوں کی وجہ طبیعت میں بے چینی اور مایوسی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جو حالات کی وجہ سے پیدا ہوتی رہتی ہے۔ اور یہ مایوسی اور بے چینی اس لئے بھی زیادہ ہوگئی ہے کہ دنیاداری اور مادیت پرستی اور دُنیاوی چیزوں کے پیچھے دوڑنے کی طرف زیادہ توجہ پیدا ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کم ہوگیا ہے۔ اور دُنیاوی ذرائع پر انحصار زیادہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ اس لئے اگر اپنی زندگیوں کو خوشگوار بنانا ہے تو جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ دعاؤں پر زور دیں اور اسی سے آپکی دنیا اور عاقبت دونوں سنوریں گی اور یہی توکل جو ہے آپکی زندگی میں بھی اور آپکی نسلوں میں بھی آپکے کام آئیگا۔"

حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:

"توکل ایک ایسی چیز ہے کہ انسان کو کامیاب اور بامراد بنا دیتا ہے" (الطلاق 4 ترجمہ) جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے۔ اللہ اسکو کافی ہوجاتا ہے۔ بشرطیکہ سچے دل سے توکل کے اصل مفہوم کو سمجھ کر صدق دل سے قدم رکھنے والا ہو، صبر کرنے والا اور مستقل مزاج ہو مشکلات سے ڈر کر پیچھے نہ ہٹ جاوے ...... اور اس کے کام بھی ایسے ہی ہیں۔ پس انسانوں کو لازم ہے کہ اسکا غم نہ کرے اور آخرت کا فکر زیادہ رکھے۔ اگر دین کے غم انسان پر غالب آجاویں تو دنیا کے کاروبار کا خدا خود متکفل ہوجاتا ہے۔"

(الحکم۔14 مئی 1908)

پاکیزہ منظوم کلام

تری محبت میں میرے پیارے ہر اِک مصیبت اٹھائیں گے ہم
مگر نہ چھوڑیں گے تجھ کو ہرگز نہ تیرے دَر پر سے جائیں گے ہم

تری محبت کے جرم میں ہاں جو پیس بھی ڈالے جائیں گے ہم
تو اس کو جانیں گے عین راحت نہ دل میں کچھ خیال لائیں گے ہم

سنیں گے ہرگز نہ غیر کی ہم نہ اس کے دھوکے میں آئیں گے ہم
بس ایک تیرے حضور میں ہی سرِ اطاعت جھکائیں گے ہم

جو کوئی ٹھوکر بھی مارے گا تو اُس کو سہہ لیں گے ہم خوشی سے
کہیں گے اپنی سزا یہی تھی زباں پہ شکوہ نہ لائیں گے ہم

یقیں دلاتے رہے ہیں دنیا کو تیری اُلفت کا مدتوں سے
جو آج تُو نے نہ کی رفاقت کسی کو کیا مُنہ دکھائیں گے ہم

پڑے ہیں پیچھے جو فلسفے کے اُنہیں خبر کیا ہے کہ عشق کیا ہے
مگر ہیں ہم رَہبرِ طریقت ثمارِ اُلفت ہی کھائیں گے ہم

سمجھتے کیا ہو کہ عشق کیا ہے یہ عشق پیار وکٹھن بلا ہے
جو اس کی فرقت میں ہم پہ گذری کبھی وہ قصّہ سنائیں گے ہم

افاضات

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

عائلی معاملات

’’میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے۔ اُس کی دیکھ بھال، صفائی، سُتھرائی، رکھ رکھاؤ، گھر کا حساب کتاب چلانا، خاوند جتنی رقم گھر کے خرچ کے لئے دیتا ہے اُسی میں گھر چلانے کی کوشش کرنا، پھر بعض سگھڑ خواتین ایسی ہوتی ہیں جو تھوڑی رقم میں بھی ایسی عمدگی سے گھر چلا رہی ہوتی ہیں کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح اتنی تھوڑی رقم میں اس عمدگی سے گھر چلا رہی ہیں۔ اور اگر معمول سے بڑھ کر رقم ملے تو پس انداز بھی کر لیتی ہیں، بچا بھی لیتی ہیں اور اس سے گھر کے لئے کوئی خوبصورت چیز بھی خرید لیتی ہیں یا پھر بچیوں کے جہیز کے لئے کوئی چیز بنا لی۔ تو ایسی مائیں جب بچوں کی شادی کرتی ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ اتنی تھوڑی آمدنی والی نے ایسا اچھا جہیز کس طرح اپنی بچیوں کو دے دیا۔ اس کے مقابل پر بعض ایسی ہیں جن کے ہاتھوں میں لگتا ہے کہ سوراخ ہیں۔ جتنی مرضی رقم ان کے ہاتھوں میں رکھتے چلے جاؤ، پتہ ہی نہیں چلتا کہ پیسے کہاں گئے۔ اچھی بھلی آمدنی ہوتی ہے اور گھروں میں ویرانی کی حالت نظر آ رہی ہوتی ہے۔ بچوں کے حلیے، ان کی حالت ایسی ہوتی ہے لگتا ہے کہ جیسے کسی فقیر کے بچے ہیں۔ ایسی ماؤں کے بچے پھر احساسِ کمتری کا بھی شکار ہو جاتے ہیں اور پھر بڑھتے بڑھتے ایسی حالت کو پہنچ جاتے ہیں جب وہ بالکل ہی ہاتھوں سے نکل جائیں۔ اور اس وقت پچھتانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔‘‘

’’پس اللہ کے رسول ﷺ نے آپ کو متنبہ کر دیا ہے، وارننگ دے دی ہے کہ اگر تم اپنے خاوندوں کے گھروں کی صحیح رنگ میں نگرانی نہیں کرو گی تو تمہیں پوچھا جائے گا، تمہاری جواب طلبی ہوگی۔ اور جیسا کہ میں نے اوپر کہا ہے اس کے نتائج پھر اس دنیا میں بھی ظاہر ہونے لگ جاتے ہیں۔ اس لئے اب تمہارے لئے خوف کا مقام ہے۔ ہر عورت کو اپنے گھر کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اور جب آپ اپنے خاوندوں کے گھروں کی نگرانی کے اعلیٰ معیار قائم کریں گی، بچوں کا خیال رکھیں گی، خاوند کی ضروریات کا خیال رکھیں گی اور ان کا کہنا ماننے والی ہوں گی تو ایسی عورتوں کو اللہ کا رسول اتنا ہی ثواب کا حق دار قرار دے رہا ہے جتنا کہ عبادت گزار مرد اور اس کی راہ میں قربانی کرنے والے مرد کو ثواب ملے گا اور پھر ساتھ ہی جنت کی بھی بشارت ہے‘‘

''بعض عورتوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ بعض دفعہ حالات خراب ہو جاتے ہیں، مرد کی ملازمت نہیں رہی یا کاروبار میں نقصان ہوا، وہ حالات نہیں رہے، کشائش نہیں رہی تو ایک شور برپا کر دیتی ہیں کہ حالات کا رونا، خاوندوں سے لڑائی جھگڑے، انہیں برا بھلا کہنا، مطالبے کرنا۔ تو اس قسم کی حرکتوں کا نتیجہ پھر اچھا نہیں نکلتا۔ خاوند اگر ذرا سا بھی کمزور طبیعت کا مالک ہے تو فوراً قرض لے لیتا ہے کہ بیوی کے شوق کسی طرح پورے ہو جائیں اور پھر قرض کی دلدل ایک ایسی دلدل ہے کہ اس میں پھر انسان دھنستا چلا جاتا ہے۔ ایسے حالات میں کامل وفا کے ساتھ خاوند کا مددگار ہونا چاہئے، گزارا کرنا چاہئے۔ پھر چھوٹے بچوں سے شفقت کا سلوک کرنا چاہئے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں عورت کی جو خصوصیات بیان کی گئیں ہیں ان میں آیا ہے کہ بچوں سے شفقت کرتی ہیں اور خاوندوں کی فرمانبردار ہیں تاکہ اُن کی تربیت بھی اچھی ہو، اُن کی اُٹھان اچھی ہو اور وہ معاشرے کا مفید وجود بن سکیں۔ تو (دین حق) صرف تمہارے حقوق نہیں قائم کرتا، جس طرح یورپ میں ہے کہ عورت کے حقوق، فلاں کے حقوق، بلکہ تمہاری نسلوں کے حقوق بھی قائم کرتا چلا جاتا ہے۔ ذرا سی بات پر شور شرابہ کرنے والی عورتوں کو یہ حدیث بھی ذہن میں رکھ کر استغفار کرتے رہنا چاہئے۔''

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ''آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مجھے آگ دکھائی گئی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں داخل ہونے والوں کی اکثریت عورتوں کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کفر کا ارتکاب کرتی ہیں۔ عرض کیا گیا کہ کیا وہ اللہ کا انکار کرتی ہیں؟۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں وہ احسان فراموشی کی مرتکب ہوتی ہیں۔ اگر تو اُن میں سے کسی سے ساری عمر احسان کرے اور پھر وہ تیری طرف سے کوئی بات خلاف طبیعت دیکھے تو کہتی ہے میں نے تیری طرف سے کبھی کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔''

(صحیح بخاری کتاب الایمان)

''پس ہر عورت کیلئے مقام خوف ہے، بہت استغفار کرے۔ پھر (دین حق) تمہارے حقوق قائم کرنے کیلئے کس طرح مردوں کو ارشاد فرما رہا ہے۔ مردوں کو تم پر سختی کرنے سے کس طرح روک رہا ہے۔ تھوڑی بہت کمیوں کمزوریوں کو نظر انداز کرنے کے بارے میں مردوں کو کس طرح سمجھایا جا رہا ہے۔ ایسی مثال دی ہے کہ مغربی معاشرے کے ذہن میں بھی کبھی ایسی مثال نہیں آسکتی۔

''معاشرہ میں اور خاص طور پر...... معاشرہ میں مردوں اور عورتوں دونوں کا اپنا اپنا کردار ہے اس لئے (دین حق) نے عورت کے حقوق و فرائض کی ادائیگی کی بھی اسی طرح تلقین فرمائی ہے جس طرح مردوں کے حقوق و فرائض کی۔ عورت ہی ہے جس کی گود میں آئندہ نسلیں پروان چڑھتی ہیں اور عورت ہی ہے جو قوموں کے بنانے یا بگاڑنے میں اہم

کردار ادا کرتی ہے۔حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے جس طرح کھول کر عورتوں کے حقوق وفرائض کے بارے میں فرمایا ہے اور قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں جس طرح تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے گھروں میں اپنے بچوں کو (دین حق) کی خوبصورت تعلیم کے مطابق تربیت دینے کی طرف توجہ دلائی ہے، اگر عورتیں اس ذمہ داری کو سمجھ لیں تو احمدیت کے اندر بھی ہمیشہ حسین معاشرہ قائم ہوتا چلا جائے گا اور پھر اس کا اثر آپ کے گھروں تک ہی محدود نہیں رہے گا، جماعت کے اندر تک ہی محدود نہیں رہے گا بلکہ اس کا اثر گھروں سے باہر بھی ظاہر ہوگا۔اس کا اثر جماعت کے دائرہ سے نکل کر معاشرہ پر بھی ظاہر ہوگا اور اس کا اثر گلی گلی اور شہر شہر اور ملک ملک ظاہر ہوگا۔اور وہ انقلاب جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں اور (دین حق) کی جس خوبصورت تعلیم کا علم دے کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے اس تعلیم کو دنیا میں پھیلانے اور (دین حق) کا جھنڈا دنیا میں گاڑنے میں اور جلد از جلد تمام دنیا کو آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے جمع کرنے میں ہم تبھی کامیاب ہو سکتے ہیں جب احمدی عورت اپنی ذمہ داری کو سمجھے، اپنے مقام کو سمجھ لے اور اپنے فرائض کو سمجھ لے اور اس کے مطابق اپنا کردار ادا کرنے کی کوشش کرے۔''

''وہ ذمہ داریاں کیا ہیں؟ اس کے بارے میں مَیں مختصراً کچھ کہوں گا۔پہلی بات تو یہی ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ نئی نسل کی تربیت کی ذمہ داری ماؤں پر ہوتی ہے بلکہ بچے کی پیدائش سے پہلے ہی یہ ذمہ داری شروع ہو جاتی ہے۔کیونکہ جب بچے کی پیدائش کی امید ہو تو اگر اس وقت سے ہی مائیں دعائیں شروع کر دیں اور ایک تڑپ کے ساتھ دعائیں شروع کر دیں تو پھر وہ دعائیں اس بچے کی تمام زندگی تک، جوانی سے لے کر بڑھاپے تک اس کا ساتھ دیتی ہیں۔اور جب ایسی تڑپ کے ساتھ مائیں بچوں کے لئے دعائیں کر رہی ہوں گی ان کی پیدائش سے پہلے ہی قرآنی حکم کے مطابق یہ دعا کر رہی ہوں گی کہ بچہ نیک ہو، صالح ہو اور خدا کے نام کی سربلندی کے لئے کوشاں رہنے والا ہو، اس کا عبادت گزار ہو، اس کے احکامات پر عمل کرنے والا ہو تو وہ مائیں خود ایک احساس ذمہ داری کے ساتھ اپنے عمل کو بھی درست کر رہی ہوں گی۔ان کو علم ہوگا کہ اگر ہم صرف دعائیں کر رہی ہیں اور عمل نہیں کر رہیں تو نہ وہ دعائیں مقبول ہیں، نہ ان دعاؤں کا کوئی اثر بچوں پر ہونا ہے نہ اس تربیت کا کوئی اثر بچوں پر ہونا ہے۔ان کو یہ بھی احساس ہوگا کہ ہم نے اپنی نئی نسل کو دنیا کی غلاظتوں سے بچانا ہے۔ہم نے یہ نگرانی رکھنی ہے کہ ہمارے بچے دنیا کی غلاظتوں کی دلدل میں پھنس نہ جائیں۔ہمیں اپنے قول وفعل کو بھی ہر قسم کے تضاد سے بچانا ہے تاکہ صحیح طور پر تربیت ہو سکے۔ہمیں بھی، بچے کی پیدائش کے بعد اب دعاؤں سے رک نہیں جانا بلکہ مستقلاً اپنے بچوں کی بھلائی اور تربیت کی خاطر اپنے پیدا کرنے والے کی عبادت کرنی ہے اور اس طرح عبادت کرنی ہے جیسے عبادت کرنے کا حق ہے۔اپنے اعمال بھی اس طرح ڈھالنے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔جب اس طرح بچوں کی تربیت ہو رہی ہوگی تو وہ کبھی تباہی کی

طرف جانے والے نہیں ہوں گے۔ وہ نمازوں کی طرف بھی توجہ دینے والے ہوں گے، وہ جماعتی نظام سے بھی وابستہ رہنے والے ہوں گے اوراس کی پابندی کرنے والے ہوں گے۔ وہ خلافت سے بھی محبت کرنے والے ہوں گے۔ اور پھراس طرح سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے ہوں گے اوراس کے فضلوں کے وارث ہوں گے۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس بنیادی نکتہ کو سمجھتے ہوئے کبھی بھی اپنی دعاؤں سے غافل نہیں ہوں گی۔ یورپ کا دنیاداری کا ماحول کبھی آپ کو اپنے خدا سے غافل کرنے والا نہیں ہوگا۔ آپ اپنی روایات کی حفاظت کرنے والی ہوں گی۔ اور وہ روایات کیا ہیں؟''

''آپ مشرقی معاشرہ سے ہیں اس کی جو اچھی روایات ہیں وہ اپنائیں اور جو اِس معاشرہ کی اچھی روایات ہیں وہ بھی اپنائیں۔ کیونکہ اگر وہ اچھی روایات ہیں اور (دین حق کی) تعلیم کے مطابق ہیں تو...... کی گمشدہ چیز کی طرح وہ آپ کی چیز ہیں۔ لیکن ہر روایت اپنانے والی نہیں ہوتی۔ اوراگراسی طرح اپنی روایات کی حفاظت کرتے ہوئے، آپ اپنی عبادات کی بھی حفاظت کرنے والی ہوں گی، آپ اپنے خاوندوں کے گھروں کی حفاظت کرنے والی ہوں گی، کیونکہ عورت اپنے خاوند کے گھر کی بھی نگران ہے اور یہ نگرانی بچوں کی تربیت سے لے کر گھر کے امور چلانے تک سب پر حاوی ہے۔ خاوندوں کی کمائی کا بہترین مصرف کرنے والی ہوں گی۔ اُسے جائز ضروریات پر خرچ کرنے والی ہوں گی۔ ان کی کمائی کے اندر رہ کر، اپنے وسائل کے اندر رہ کر اپنے اخراجات پورے کرنے والی ہوں گی نہ کہ دوسروں کی دیکھا دیکھی اوران کی نقل میں اپنے ہاتھوں کو بھی غیر ضروری دنیاداری کے معاملات کے لئے کھول لیں۔ مردوں سے بھی غیر ضروری مطالبات کرنے والی نہیں ہوں گی۔ جائز ضروریات کے لئے آپ کا مطالبہ بھی جائز ہوگا اور مردوں کو اس کا پورا کرنا بھی ضروری ہوگا، اور ہونا چاہئے۔ ایسے مطالبے نہ ہوں جو مرد کو قرض لینے پر مجبور کردیں اور جب ایسی صورت ہوگی اور قرض لینے کے معاملے میں ایک دفعہ یہ جھجکا ہوتا ہے کھل جائے گا تو پھر کھلتا ہی چلا جائے گا۔ اور پھراس کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ قرض کی دلدل میں اگر ایک دفعہ آدمی پھنس جائے تو پھر پھنستا ہی چلا جاتا ہے۔ اس لئے اپنے گھروں کو سلیقہ سے، سگھڑاپے سے سنواریں۔ اپنے خاوندوں کا بھی خیال رکھیں اور اپنی اولادوں کا بھی خیال رکھیں اوراس طرح اپنے گھروں کو جنت نظیر بنائیں۔ ایک ایسا نمونہ بنائیں کہ نظر آئے کہ یہ ہر طرح سے ایک خوشحال گھرانہ ہے اور سکون ہے اس گھر میں۔''

''عورت کا یہ مقام ہمیشہ یاد رکھیں جو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ اپنی نسلوں کی اٹھان ایسے نیک اور پاک ماحول میں کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے والے ہوں اور ان کی نیکی کو دیکھتے ہوئے دنیا بھی کہے کہ اس بچے کو اس کی ماں نے واقعی جنتی بنادیا ہے۔''

رشتوں سے خاندانوں کی روایات اور روحانی استعدادیں نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتی ہیں

ایک نکاح کا اعلان فرماتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

''نسلاً بعد نسلٍ جو بچیوں اور بچوں کو ازدواجی رشتوں میں باندھنے کا حکم ہے، اس کے نتیجہ میں ایک تو خاندانوں کی نسل آگے چلتی ہے اور دوسرے خاندانوں میں جو روایات ہیں اور جو اخلاقی ورثہ ہے اور جو روحانی استعدادیں ہیں، وہ بھی ایک نسل کے بعد دوسری نسل کی طرف منتقل ہوتی ہیں یا ہوسکتی ہیں اگر آنے والی نسل ایسا چاہے۔

جس بچہ کا نکاح کا اعلان میں اس وقت کرنا چاہتا ہوں اس کا تعلق ہمارے ماموں حضرت میر محمد اسحاق صاحب سے ہے۔ میں نے ہمارے ماموں دو وجہ سے کہا۔ ایک اس لئے کہ ہمارے خاندان میں ہماری نسل انہیں ماموں ہی کہتی تھی۔ ویسے وہ حضرت مصلح موعودؓ حضرت میاں بشیر احمد صاحب اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور ان کی بہنوں کے ماموں تھے لیکن ہم بھی انہیں ماموں کہتے تھے۔ اس لئے بھی میں نے انہیں اس وقت ماموں کہا اور اس لئے بھی کہ مجھے حضرت اماں جان نے بیٹا بنایا ہوا تھا اور انہی کی گود میں مَیں نے پرورش پائی اور انہی کی تربیت جہاں تک مجھ سے ہوسکا میں نے حاصل کی۔ اس لحاظ سے اور اس نسبت سے بھی وہ میرے ماموں تھے۔

اس نکاح کے اعلان کے لئے جب میں گھر سے چلا تو میرے ذہن میں پرانی یادیں ابھریں اور ہمارے ماموں اور ان کے اخلاق اور ان کا طرز زندگی اور رہن سہن اور ان کی عادتیں اور دوسروں کے ساتھ ان کا تعلق وغیرہ ایک تیز سلسلہ، بڑی تیزی سے حرکت کرنے والا میرے ذہن میں سے گزرا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں ایسے لوگ پیدا ہوئے جو اپنا ایک منفرد کریکٹر اور نمونہ رکھتے تھے، ماموں جان کا اپنا ایک نمونہ تھا۔

جو چیز سینکڑوں میں سے اس وقت بیان کرنے کے

لئے میں نے منتخب کی ہے، وہ یہ ہے کہ وہ زمانہ جو میرے بچپن کا زمانہ تھا، جماعت احمدیہ کی اجتماعی زندگی میں غربت کا زمانہ تھا، تعداد کم تھی۔ اجتماعی زندگی میں جماعت کے پاس جو دولت یعنی اللہ تعالیٰ کی عطا تھی، وہ اتنی زیادہ نہیں تھی۔ میرے ذہن میں یہ یاد بھی تازہ ہے کہ مجلسِ مشاورت میں یہ بحث ہوتی تھی۔ کہ تین تین، چار چار، پانچ پانچ مہینے سے کارکنوں کو تنخواہ نہیں ملی کیونکہ چندے اتنے نہیں آرہے تھے کہ ان کو تنخواہیں دی جاسکیں اور اس وقت کے جماعت احمدیہ کے کارکن آج کے کارکنوں سے مختلف مقام رکھتے تھے۔ وہ واقف نہیں کہلاتے تھے لیکن وقف کی روح کے ساتھ خدا اور اس کے محمد ﷺ اور اس کے دین کی خدمت میں مشغول رہنے والے تھے۔ سارے کے سارے مطمئن ہوں گے کیونکہ میں نے اس زندگی میں شور اور ہنگامہ کبھی نہیں دیکھا لیکن جو بھی خدا نے دیا اس پر خوشی اور بشاشت کے ساتھ زندگی گزارنا، یہ میں نے کم لوگوں میں دیکھا اور ان میں سے ایک ہمارے ماموں میر محمد اسحاق صاحب تھے۔ انہوں نے بھرپور زندگی گزاری۔ چھوٹی چھوٹی باتوں سے وہ اس طرح خوش ہوتے تھے کہ جس طرح دنیا و جہان کی دولت مل گئی ہو مثلاً برسات کے دنوں میں بارشیں بہت ہوتی تھیں۔ قادیان کی جغرافیائی حالت کچھ اور تھی۔ یہاں کچھ اور ہے۔ یہاں تو بارش ہوتی ہے تو پھسلن ہو جاتی ہے۔ پاؤں مٹی میں پھنستا ہے لیکن وہ کیفیت نہیں پیدا ہوتی جو قادیان میں پیدا ہوتی تھی۔ کچھ بارشیں بھی میرے خیال میں وہاں زیادہ ہوتی تھیں۔ ڈھاب بھر جاتی تھی اور 'ریتی چھلا' جہاں اب بہت سے مکانات بن گئے ہیں اور وہ علاقہ بڑا آباد ہو گیا ہے۔ ایک باقاعدہ بہت بڑا تالاب یا جھیل بن جاتی تھی۔ اڑھائی، ساڑھے تین فٹ پانی اس میں ہوتا تھا۔ چنانچہ اس جھیل میں برسات کے دنوں میں حضرت ماموں جان کی ایک آپ بنائی ہوئی کشتی ہمیں چلتی نظر آتی تھی۔ گیلیاں لے کر کرایہ پر یا ویسے لے کر یہ تو میں نے اس وقت کبھی غور نہیں کیا اس زندگی میں بہر حال گیلیوں کو آپس میں باندھ کر اور اس کے اوپر چارپائیاں رکھ کر اور اس میں بچوں کو بٹھا کر (اور ہمیں بھی بہت دفعہ بٹھایا) ڈھاب کے اندر پھر رہے ہیں۔ جس طرح بہت بڑی جھیل میں آدمی سیر کر کے اور خدا تعالیٰ کی نعمتوں پر خوشی منا رہا ہوتا ہے اسی طرح آموں کا زمانہ ہوتا تو وہاں آم کھائے جارہے ہیں یا خربوزے ہیں پکنک گھر کے ساتھ لگی ہوئی۔ رہائش کے ساتھ ہی وہ تھا۔ پس جو غیر کی نگاہ

میں ایک معمولی سی چیز تھی وہ اس بندۂ خدا کی نگاہ میں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی عطا تھی۔ ان سے وہ پوری لذت اور سرور اور خوشی اور میلے کا سماں پیدا کر کے مزہ حاصل کر رہے ہوتے تھے۔ واقف زندگی بھی تھے اور خدا تعالیٰ کی نعمتوں پر پوری طرح حقیقی معنی میں شکر گزار بھی تھے۔ صرف یہ نہیں کہ قربانی دینے کا احساس ہو۔ جو شخص حقیقی قربانی کرنے والا ہوتا ہے اس کو قربانی کا احساس نہیں ہوتا۔ اس کو تو خدا تعالیٰ کے فضلوں کا احساس ہوتا ہے۔ کسی کا اظہار کم ہوتا ہے کسی کا زیادہ ہوتا ہے۔ اس point پر ہمیں یہ اظہار بہت زیادہ نظر آتا تھا۔ بچپن کی یہ بہت ساری یادیں ہیں۔ جن میں یہ یاد اس وقت بہت شدت سے ابھری اور میرے سامنے آئی اور وہ ہے ان کی سادہ زندگی، خوشحال زندگی اور وہ اپنے رب سے راضی زندگی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کو سنا اور اپنے ساتھ ان کے پیار کو دیکھ کر ان کے تینوں بچوں کو وقف کرنے کی توفیق عطا کی۔ تینوں کی طبیعت ایک دوسرے سے مختلف ہے جیسا کہ ہر انسان دوسرے انسان سے مختلف ہوتا ہے لیکن اس چیز میں جہاں تک میں نے غور کیا تینوں میں ایک ہی چیز پائی جاتی تھی یعنی جو کچھ خدا نے دیا، جتنا دے دیا اس پر انسان کو راضی رہنا ہی نہیں بلکہ خوش رہنا چاہئے۔ ان دو میں بڑا فرق ہے۔ سید میر داؤد صاحب اپنے رنگ کے تھے لیکن یہ چیز ان میں پائی جاتی تھی۔ میر مسعود آج کل کافی عرصہ سے ڈنمارک میں (دعوت الی اللہ) کا کام کر رہے ہیں۔ وہ اپنے رنگ کے ہیں لیکن یہ چیز ان میں بھی پائی جاتی ہے اور ان کے چھوٹے بھائی میر محمود احمد جن کے بچے کے نکاح کا میں ابھی اعلان کروں گا وہ اپنے رنگ کے واقف ہیں لیکن یہ چیز ان میں کامن (Common) ہے۔ ان کے باپ کا یہ ورثہ پوری نسل میں آگے چلا۔ خدا تعالیٰ نے حضرت ماموں جان کی اولاد پر بڑا فضل کیا۔

اس واسطے جماعت کے لئے جو یہ نمونہ بھی قائم ہوا۔ اور جماعت کے سامنے یہ ہر حالت میں ہنستے اور بشاش چہرے بھی آئے جو ہر وقت خدا تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنتے ہوئے اس کی حمد کے ترانے گاتے ہوئے اپنی زندگی کے دن گزارنے والے ہیں جماعت کے اوپر یہ فرض ہے کہ ان کی اگلی نسل کے لئے یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کو ان صحیح معنی میں اپنے آباؤ اجداد کا وارث بنائے اور وقف کی حقیقی روح ان میں پیدا کرے۔'' آمین

(خطبہ نکاح فرمودہ 10 مئی 1982ء)

رشتہ ناطہ کے مسائل
اور ان کے حل کے حوالہ سے زریں نصائح

پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 8 اپریل 2016ء میں دیگر امور کے علاوہ رشتہ ناطہ کے بعض مسائل اور ان کے حل کے بارہ میں ہمیں توجہ دلائی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے یہ ارشادات ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ حضور کے خطبہ جمعہ سے رشتہ ناطہ کے حوالہ سے ارشادات احباب جماعت کی خدمت میں پیش ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

غیراز جماعت میں رشتے نہ کرنے کی وجوہات:

حضور انور نے فرمایا:

''اگر ہم احمدی غیروں میں رشتہ نہیں کرتے جو بڑا الزام لگایا جاتا ہے تو یہ تفرقے نہیں ہیں بلکہ اپنے آپ کو بچانے کی کوشش ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی کوشش ہے۔ لیکن یہ خیال اسے ہی آ سکتا ہے جو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی روح کو سمجھے اور اس میں لڑکے بھی شامل ہیں۔ وہ احمدی لڑکے جو احمدی لڑکیوں کو چھوڑ کر غیروں سے شادی کرتے ہیں۔ پس لڑکوں کو بھی سمجھنا چاہئے کہ اگر وہ اپنے آپ کو احمدی کہلواتے ہیں اور حقیقی احمدی سمجھتے ہیں تو پھر صرف ذاتی خواہشات کو نہ دیکھیں اور جب شادی کا وقت آئے تو احمدی لڑکیوں سے شادیاں کریں۔ اپنی دنیاوی خواہشات پر اپنی اگلی نسل اور دین کو ترجیح دیں ورنہ نسلیں صرف لڑکیوں کے غیروں میں بیاہنے سے برباد نہیں ہوتیں بلکہ لڑکوں کے غیروں میں شادیاں کرنے سے بھی برباد ہوتی ہیں۔ ہر احمدی کو سمجھنا چاہئے کہ احمدی صرف معاشرتی دباؤ یا رشتہ داری کی وجہ سے احمدی نہ ہو بلکہ دین کو سمجھ کر احمدی بننے کی کوشش کریں۔ اگر احمدی لڑکے باہر شادیاں کرتے رہیں گے تو پھر احمدی لڑکیاں کہاں بیاہی جائیں گی۔ پس لڑکوں کو بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر اب بھی اس بارے میں احتیاط نہ کی گئی اور اس طرف اب بہت زیادہ رجحان ہونے لگ گیا ہے تو پھر آئندہ یہ رجحان مزید بڑھتا چلا جائے گا اور پھر نسل میں احمدیت نہیں رہے گی سوائے اس کے کہ کسی پر خاص اللہ تعالیٰ کا فضل ہو۔

مَیں تو اکثر باہر رشتے کرنے والے لڑکوں کو بھی یہ کہتا ہوں کہ تم احمدی لوگ اگر لڑکیوں کے بھی حق ادا کرو، اگر کسی وجہ سے، مجبوری سے خود رشتہ باہر کیا ہے تو کسی نوجوان کو احمدیت میں شامل کرواؤ اور اُسے مخلص احمدی بناؤ اور پھر اس کا احمدی لڑکی سے رشتہ کرواؤ۔ اس سے تمہیں (دعوت الی اللہ) کی طرف بھی توجہ پیدا ہوگی اور پھر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس احساس کی وجہ سے خود بھی احمدی لڑکیوں سے شادی کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو۔

رشتوں کے مسائل اور ان کا حل:

بہر حال لڑکیوں کی شادیوں کے مسائل ہیں اور یہ آج ہی نہیں ہمیشہ سے ہیں۔ اس بارے میں حضرت مصلح موعود ایک جگہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''ایک اہم مسئلہ جس پر مَیں آج کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں وہ احمدیوں اور غیر (از جماعت) میں نکاح کا سوال ہے اور اسی کے ضمن میں کفو کا سوال بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو شادیوں کے متعلق جو مشکلات پیش آتی ہیں مجھے پہلے بھی ان کا علم تھا لیکن اس نو ماہ کے عرصے میں تو بہت ہی مشکلات اور رکاوٹیں معلوم ہوئی ہیں۔ (یہ نو ماہ کا عرصہ آپ بیان فرما رہے ہیں۔ یہ تقریر آپ نے 1914ء میں اپنی خلافت کے تقریباً نو ماہ بعد جلسہ سالانہ ہوا تھا اس میں کی تھی) اور لوگوں کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملے میں ہماری جماعت کو سخت تکلیف ہے۔ آج بھی یہی حال ہے۔ یہ تکلیف جو ہے یہ جاری ہے اور مشکلات ہیں لیکن ان مشکلات کو ہم نے حل بھی کرنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے متعلق تجویز کی تھی کہ احمدی لڑکیوں اور لڑکوں کے نام ایک رجسٹر پر لکھے جائیں اور آپ نے یہ رجسٹر کسی شخص کی تحریک پر کھلوایا تھا۔ اس نے عرض کیا تھا کہ حضور شادیوں میں سخت دقّت ہوتی ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ غیروں سے تعلق پیدا نہ کرو۔ اپنی جماعت متفرق ہے۔ اب کریں تو کیا کریں؟ ایک ایسا رجسٹر ہو جس میں سب ناکتخدا لڑکوں اور لڑکیوں کے نام ہوں۔ (یعنی ایسے لڑکوں اور لڑکیوں کے نام ہوں جن کے رشتے نہیں ہوئے ہوئے) تا رشتوں میں آسانی ہو۔ حضور سے جب کوئی درخواست کرے تو اس رجسٹر سے معلوم کر کے اس کا رشتہ کروا دیا کریں کیونکہ کوئی ایسا احمدی نہیں ہے جو آپ کی بات نہ مانتا ہو۔ (یہ حضرت مسیح موعود کو اس شخص نے کہا) بعض لوگ اپنی کوئی غرض درمیان میں رکھ کر کوئی بات پیش کرتے ہیں اور ایسے لوگ آخر میں ضرور ابتلاء میں پڑتے ہیں۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ اپنے مسائل تو لوگ پیش کرتے ہیں، جب کوئی بات عرض کرتے ہیں لیکن کوئی غرض اپنی ذاتی بھی ہوتی ہے اور پھر اس وجہ سے ابتلاء میں پڑ جاتے ہیں۔ تو فرماتے ہیں کہ) اس شخص کی بھی نیت معلوم ہوتا ہے درست نہیں تھی۔ انہی دنوں میں ایک دوست کو جو نہایت مخلص اور نیک تھے شادی کی ضرورت ہوئی۔ اسی شخص کی جس نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ رجسٹر بنایا جائے (حضرت مسیح موعودؑ کو یہ تجویز پیش کی تھی ناں کہ رجسٹر بنایا جائے۔) اس کی ایک لڑکی تھی۔ حضرت مسیح موعود نے اس دوست کو اس شخص کا نام بتایا کہ اس کے ہاں تحریک کرو۔ (یعنی جس نے تجویز پیش کی تھی اس کی لڑکی تھی۔ جب ایک رشتہ آیا تو حضرت مسیح موعود نے اسی کے گھر رشتہ بھجوا دیا۔) لیکن اس نے نہایت غیر معقول عذر کر کے رشتے سے انکار کر دیا اور لڑکی کہیں غیر (از جماعت) میں بیاہ دی۔ جب حضرت صاحب کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ آج سے مَیں شادیوں کے معاملے میں دخل نہیں دوں گا اور اس طرح یہ تجویز رہ گئی۔ لیکن اگر اس وقت یہ بات چل جاتی تو آج احمدیوں کو وہ تکلیف نہ ہوتی جو اَب ہو رہی ہے''۔

بعض دفعہ نبی کے سامنے ایک انکار جو ہے پھر جماعت کے لئے مستقل ابتلاء بن جاتا ہے۔ غیروں میں بیاہنے کے کچھ عرصے بعد ہی اکثر کو اپنی غلطی کا احساس بھی ہو جاتا ہے اور جو بڑے مسائل پیدا ہو رہے ہوتے ہیں ان کا بھی پتا لگ جاتا ہے۔ اب بھی کئی لوگ اور لڑکیاں خود لکھتی ہیں یا ان کے ماں باپ کہ یہ فیصلہ کیا جس کا ہم خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ دین سے بھی دوری ہو گئی ہے۔ اور بعض سسرالیوں نے یا خاوندوں نے تو ماں باپ سے اور رشتہ داروں سے ملنے جلنے کے لئے پابندی لگادی ہے۔

ماں باپ ضد اور اَنا سے کام نہ لیں:

لیکن وہ لوگ بھی ہیں جو اپنی اَنا میں آ کر بعض دفعہ اچھے بھلے احمدی رشتوں کو ٹھکرا دیتے ہیں جبکہ لڑکیاں بھی راضی ہوتی ہیں لڑکے بھی راضی ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض جگہ مَیں نے بھی کہا کہ رشتہ کر لو لیکن اَنا کی وجہ سے انکار کیا۔ بہرحال اگر ایسے لوگ موجود تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود کا انکار کیا تو اب میری بات کا انکار کرنا تو کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے۔ لیکن پھر ایسوں کے انجام بھی بڑے بھیانک ہو جاتے ہیں۔ جرمنی میں ایک ایسا ہی واقعہ ہوا تھا کہ ماں باپ نے بیٹی کی مرضی کے مطابق شادی نہیں کی یا اس کے اصرار پر بیٹی کو ہی قتل کر دیا اور اب جیل میں پڑے ہوئے ہیں۔ پس اگر احمدی لڑکا اور لڑکی شادی کرنا چاہتے ہیں تو ان کے ماں باپ کو بھی ضد نہیں کرنی چاہئے۔ ذاتوں اور اَناؤں کے چکر میں نہیں آنا چاہئے۔

نکاح کے لئے ولی کی اجازت ضروری ہے:

بیاہ شادی کے بارے میں ایک یہ مسئلہ لڑکیوں پر بھی واضح ہونا چاہئے کہ باوجود اس کے کہ لڑکی کی پسند بھی رشتے میں شامل ہونی چاہئے اور آنحضرت ﷺ نے اس کی پسند کو قائم فرمایا ہے کہ لڑکی کی مرضی شامل ہو لیکن (دین حق) اس بات کی پابندی بھی ضرور کرواتا ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ

''اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو بھیجا ہے اور واقعہ میں آپ اسی کی طرف سے ہیں تو ہماری شریعت یہی کہتی ہے (یعنی (دین حق) کی شریعت یہی کہتی ہے) کہ ولی کی اجازت کے بغیر سوائے ان مستثنیات کے جن کا استثناء خود شریعت نے رکھا ہے کوئی نکاح جائز نہیں۔ اور اگر ہوگا تو وہ ناجائز ہوگا اور رادھالہ ہوگا اور ہمارا فرض ہے کہ ہم ایسے لوگوں کو سمجھائیں اور اگر نہ سمجھیں تو ان سے قطع تعلق کر لیں۔

اس قسم کے واقعات بعض دفعہ حضرت مسیح موعود کے زمانے میں بھی ہوئے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک لڑکی نے جو جوان تھی ایک شخص سے شادی کی خواہش کی مگر اس کے باپ نے نہ مانا۔ وہ دونوں (قادیان کے قریب جگہ تھی) ننگل چلے گئے اور وہاں جا کر کسی مُلّاں سے نکاح پڑھوا لیا اور کہنا شروع کر دیا کہ ان کی شادی ہو گئی ہے۔ پھر وہ قادیان آ گئے۔ حضرت مسیح موعود کو معلوم ہوا تو آپ نے ان دونوں کو قادیان سے نکال دیا اور فرمایا یہ شریعت کے خلاف فعل ہے کہ محض لڑکی کی رضا مندی دیکھ کر ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیا جائے۔ وہاں بھی لڑکی راضی تھی اور کہتی تھی کہ مَیں اس مرد سے شادی کروں گی لیکن چونکہ ولی کی اجازت کے بغیر انہوں

نے نکاح پڑھوایا اس لئے حضرت مسیح موعود نے انہیں قادیان سے نکال دیا۔ اسی طرح (وہاں اس زمانے میں کوئی نکاح حضرت مصلح موعود کے سامنے بھی ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ) یہ نکاح بھی ناجائز ہے اور یہی بات ہے جو میں نے اس مائی سے کہی ہے (لڑکے کی ماں سے کہی ہے۔ ایک عورت آئی تھی کہ کیونکہ لڑکی راضی تھی اس لئے میرے بیٹے نے نکاح کر لیا تو کیا عذاب آ گیا۔) آپ نے فرمایا میں نے اسے کہا دیکھو تمہارے بیٹے کو رشتہ مل رہا ہے اس لئے تم کہتی ہو جب لڑکی راضی ہے تو کسی ولی کی رضامندی کی ضرورت کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن تمہاری بھی لڑکیاں ہیں۔ اگر وہ اب بیاہی جا چکی ہیں تو ان کی بھی لڑکیاں ہوں گی۔ کیا تم پسند کرتی ہو کہ ان میں سے کوئی لڑکی اس طرح نکل کر کسی غیر مرد کے ساتھ چلی جائے۔“

پس جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے نہ ہی ماں باپ کو اتنی سختی بلا وجہ کرنی چاہئے کہ بغیر کسی جائز وجہ کے جھوٹی غیرت کے نام پر رشتہ نہ کریں اور قتل تک ظالمانہ فعل کرنے والے بن جائیں۔ اور نہ ہی لڑکیوں کو (دین حق) اجازت دیتا ہے کہ خود ہی گھر سے جا کر عدالتوں میں یا کسی (-) کے پاس جا کے شادی کر لیں یا نکاح پڑھوا لیں۔ اگر بعض مجبوری کے حالات ہیں تو لڑکیاں بھی خلیفۂ وقت کو لکھ سکتی ہیں جو حالات کے مطابق پھر جو بھی معروف فیصلہ ہوگا وہ کرے گا۔ پس اگر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے اصول کو سامنے رکھیں گی اور لڑکے بھی سامنے رکھیں گے تو خدا تعالیٰ بھی پھر فضل فرمائے گا۔

شادی کے لئے تصویر دیکھ سکتے ہیں:

ایک خطبہ میں حضرت مصلح موعود یہ مضمون بیان فرما رہے تھے کہ ذکر الٰہی کے لئے اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے، اس سے محبت کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو سامنے لا کر غور کیا جائے اور ان صفات کے ذریعہ سے پھر ذاتی تعلق بڑھایا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کا صحیح اِدراک تبھی حاصل ہوتا ہے اور یہ عام قانون قدرت ہے کہ دنیاوی ظاہری تعلق اور محبت پیدا کرنے کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ یا تو جس سے محبت کی جاتی ہے اس کی قربت ہو یا کم از کم اس کا کوئی نقشہ، اس کی کوئی تصویر سامنے ہوتا کہ پسند اور تعلق کا اظہار ہو۔ اس بات کو بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ ”محبت کے لئے ضروری ہے کہ یا تو کسی کا وجود سامنے ہو اور یا اس کی تصویر سامنے ہو۔ (یہ کوئی نئی بات نہیں کہ آج کے زمانے میں رشتہ والے کہتے ہیں جی تصویریں بھیجیں)۔ فرمایا کہ مثلاً (دین حق) نے یہ کہا ہے کہ جب تم شادی کرو تو شکل دیکھ لو اور جہاں شکل دیکھنی مشکل ہو وہاں تصویر (آجکل کے زمانے میں، اُس زمانے میں بھی دیکھی جا سکتی تھی، اب بھی) ”دیکھی جا سکتی ہے۔ مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مثلاً میری جب شادی ہوئی میری عمر چھوٹی تھی۔ حضرت مسیح موعود نے ڈاکٹر رشید الدین صاحب کو لکھا کہ لڑکی کی تصویر بھیج دیں۔ انہوں نے تصویر بھیج دی اور حضرت مسیح موعود نے تصویر مجھے دے دی۔ میں نے جب کہا کہ مجھے یہ لڑکی پسند ہے تب آپ نے میری شادی وہاں کی“۔

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ 17 مئی 2016ء)

(مرسلہ نظارت اصلاح وارشاد رشتہ ناطہ)

جماعت احمدیہ میں عورت کا کردار

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے ایک خاتون پروفیسر نے پوچھا کہ جماعت احمدیہ میں عورتوں کا کیا کردار ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جماعت احمدیہ میں عورتوں کا کردار بہت اہم ہے۔ کیونکہ رسول کریم ﷺ کی ایک حدیث ہے کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر عورت بچوں کی تعلیم و تربیت میں اپنا صحیح کردار ادا نہیں کر رہی تو وہ نہ صرف خود جنت سے محروم ہو رہی ہوتی ہے بلکہ اپنے بچوں کو بھی جنت سے محروم کر رہی ہوتی ہے۔ پس یہی بنیادی اصول ہے۔ اسی وجہ سے ہم نے جماعت کے اندر عورتوں کی ایک علیحدہ تنظیم قائم کی ہوئی ہے۔ جن کی ہر ملک میں ملکی سطح پر صدر ہوتی ہے اور پھر لوکل سطح پر بھی صدر ہوتی ہیں اور دیگر عہدیداران ہوتی ہیں۔ یہ لوگ اپنے اجلاسات کا انعقاد کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ بھی جو جماعتی طور پر پروگرام ہوتے ہیں جس میں مرد اور عورتیں سب شامل ہوتے ہیں۔ ایسے پروگراموں میں بھی عورتوں کے لئے ایک مخصوص وقت رکھا جاتا ہے جس میں وہ اپنی تقریریں وغیرہ کرتی ہیں اور پھر بچوں کی تعلیم و تربیت، ان کی روحانی تعلیم و تربیت اپنی صحت اور اس طرح کے دیگر پروگراموں کے حوالہ سے منصوبہ بندی کرتی ہیں۔ تو ہماری جماعت میں عورت کا بہت وسیع کردار ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہماری جماعت کے اندر شرح خواندگی کے اعتبار سے عورتوں کی تعداد مردوں کی نسبت زیادہ ہے۔ پس جب تک آپ کے پاس پورا علم نہ ہو آپ اپنے بچوں کی تربیت نہیں کر سکتے جو کہ عورت کی بہت اہم ذمہ داری ہے۔ ہماری عورتیں اچھی تعلیم یافتہ ہیں۔ ان میں انجینئرز، ڈاکٹرز، آرکیٹکٹس اور پروفیسرز بھی ہیں۔ حتیٰ کہ تیسری دنیا کے ممالک میں بھی ہماری خواتین میں سے 99.9 فیصد کا شمار خواندہ خواتین میں ہوتا ہے جبکہ اس کے مقابل پر مرد صرف 90 فیصد ہیں۔ شرح خواندگی سے مراد یہ نہیں کہ آپ کو پڑھنا لکھنا آتا ہو۔ جیسے کہ پاکستان میں شرح خواندگی کا معیار یہ ہے کہ اگر آپ کو قرآن کریم پڑھنا آتا ہے تو آپ پڑھی لکھی متصور ہوں گی۔ بلکہ شرح خواندگی سے مراد ہے کہ آپ نے کم از کم سیکنڈری سکول تک تعلیم حاصل کی ہو۔

(روزنامہ الفضل 17 جون 2016ء)

نفس پہ قابو رکھنا

جوں دانتوں میں جیب رہے ہے
ایسے جگ میں رہنا ہوگا
اونچے نیچے سب رستوں پر
ندیا جیسے بہنا ہوگا
ہنستے ہی گھر بستے ہیں
سو سب کچھ ہنس کر سہنا ہوگا
پھر ماتھے پر جھومر ہوگا
پھر ہاتھوں میں گہنا ہوگا
من کی میل چکٹ کومل کر پیار کے جل سے دھونا ہوگا
ہنسو گے ساتھ ہنسے گی دنیا بیٹھ اکیلے رونا ہوگا
سب کی اپنی اپنی چنتا
کون سنے افکار کی باتیں
ہونٹوں پر مسکان سجا کر
سب سے کرو بس پیار کی باتیں
من میں پھول کھلاتی جائیں
دلبر کی دلدار کی باتیں
خوشبو کی مہکار کی باتیں
پر اس سچائی کو سمجھو
جیون کی اس دوڑ میں تم کو کچھ پانا کچھ کھونا ہوگا
ہنسو گے ساتھ ہنسے گی دنیا بیٹھ اکیلے رونا ہوگا
نفس پہ قابو رکھنا ہوگا
دل کو بھی سمجھانا ہوگا

اپنے روگ چھپانے ہوں گے
دوجوں کو بہلانا ہوگا
کتنے دکھیارے لوگوں کے
زخموں کو سہلانا ہوگا
سب کا درد بٹانا ہوگا
اچھی فصلیں چاہتے ہو تو اچھے بیج ہی بونا ہوگا
ہنسو گے ساتھ ہنسے گی دنیا بیٹھا اکیلے رونا ہوگا
بندے خوش تو ایشر خوش ہے
ظاہر خوش ہے بھیتر خوش ہے
اک دوجے کا دھیان کریں تو
ہر بستی خوش ہر گھر خوش ہے
جیون کا ہر منظر خوش ہے
گر یہ ہو تو پھر یہ جانو
اوپر سکھ کی چادر ہوگی نیچے چین بچھونا ہوگا
ہنسو گے ساتھ ہنسے گی دنیا بیٹھا اکیلے رونا ہوگا
اس کی درگہ پہ جا بیٹھو
جتنا چاہو تڑپو، مچلو
اس بن داتا کون ملے گا
جو بھی مانگو اس سے مانگو
اس کے پیار کی خواہش ہے تو
اپنے دل کے دھبے دھولو
اس کے لئے پر اتنا جانو
آنسو خوب بہانے ہوں گے دامن خوب بھگونا ہوگا
ہنسو گے ساتھ ہنسے گی دنیا بیٹھا اکیلے رونا ہوگا
اللہ بھی بھگوان بھی وہ ہے

اپنی تو پہچان بھی وہ ہے
روح بھی وہ جند جان بھی وہ ہے
دین، دھرم ایمان بھی وہ ہے
شوق بھی وہ وجدان بھی وہ ہے
بات یہ سمجھو
اُس کے چرنوں میں دھرنے کو آنسو ہار پرونا ہوگا
ہنسو گے ساتھ ہنسے گی دنیا بیٹھ اکیلے رونا ہوگا
اچھے جذبے دان کرو تو
خیر کی ہی خیرات ملے گی
بگیا کی رکھوالی کرکے
پھولوں کی سوغات ملے گی
اپنی اَنا کو مار کے دیکھو
اُجلی نکھری ذات ملے گی
رحمت کی برسات ملے گی
بھٹی میں تپ جائے گا تو پھر کندن وہ سونا ہوگا
ہنسو گے ساتھ ہنسے گی دنیا بیٹھ اکیلے رونا ہوگا
اپنی ذات کو اونچا کرکے
اپنوں سے منہ تو نے موڑا
پیار وفا کی قدر نہ کی گر
چاہت کے رشتوں کو توڑا
تو پچھتاوے رہ جائیں گے
بیتا وقت نہیں پھر آتا
پھولوں کی گر سیج کو چھوڑا کانٹوں پہ ہی سونا ہوگا
ہنسو گے ساتھ ہنسے گی دنیا بیٹھ اکیلے رونا ہوگا

(ہے دراز دستِ دعا مرا: ص 337 تا 340)

بزمِ خواتین

پیاری قارئین مصباح! خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ سلامت رہیں۔

پیاری بہنو! ہمارے معاشرے میں عملی طور پر کچھ معاملات ایسا رنگ پکڑتے جا رہے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کو ناپسند ہیں مثلاً ہم عورتوں میں تلاش رشتہ آج کل ایک خطرناک موضوع ہے۔ برائی کے معاملہ میں اکثر عورتوں میں کمزوریاں زیادہ ہیں۔ اس لئے اگر ہم عورتوں کی اصلاح ہو جائے اور ہم تقویٰ پر قائم ہو جائیں تو ہمارے معاشرے کی بہت سی خرابیاں دور ہو جائیں گی۔ فی زمانہ رشتہ ناطہ میں ہم کمزوری دکھا جاتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ رشتوں کے معاملات میں ہمیں شرم و حیا اور انصاف کی نظر سے دیکھتے ہوئے ہم اچھی لڑکی یا اچھے لڑکے پر نظر رکھیں نہ کہ اس کی کمائی پر نظر رکھی جائے۔ اگر رشتوں کے معاملات مالی منفعت کی بنیاد طے ہونے لگیں تو یہ عادت ہندوؤں سے...... میں چلتی آئی ہے۔ اکثر عورتیں اس عادت کا شکار ہیں۔ یعنی رشتہ کرتے وقت مالی فوائد بھی حاصل ہو جائیں۔ خصوصاً لڑکوں کی ماؤں کی سوچ کچھ اس طرح ہو جاتی ہے کہ اب بیٹا بڑا ہوگیا ہے پڑھی لکھی بہو لانی چاہئے۔ جب بہو کی تلاش کے سلسلہ میں نکلتی ہیں تو لڑکی کے اخلاق پر نظر رکھنے کی بجائے اس کے والدین کے گھر کا جائزہ لیتی ہیں۔ جس سے خوفناک اور بد نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ پھر اس کے علاوہ اگر پڑھی لکھی بچی ہے تو اس سے نوکری کی توقع کی جاتی ہے تاکہ کل کو اپنے خاوند کا ہاتھ بٹا سکے۔ مگر یہ نیت زیادہ دیر تک چھپی نہیں رہتی۔ شادی کے بعد بعض گھرانوں میں بہو کو مجبور بھی کیا جاتا ہے کہ پڑھنے لکھنے کا کیا فائدہ چاہیے کہ اپنے علم سے فائدہ اٹھاؤ نوکری تلاش کر کے خاوند کا ہاتھ بٹاؤ۔ ایسی باتوں اور رویوں سے نفرتیں پھیلتی ہیں۔ یہ سب باتیں خدا تعالیٰ کی ہدایات اور اس کے رسولؐ کی ہدایات سے روگردانی کہلاتی ہیں۔ پھر دکھاوا کرنا بھی معاشرہ میں خطرناک اور خوفناک اثرات کی بنیاد بنتا ہے۔ اور پھر رخصتی کے بعد بچیوں کی کسی بھی دانستہ یا نادانستہ غلطی سے سسرال والوں کی ساری برادری بہو کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنا دیتی ہے۔ بہو کا صرف اکیلا وجود ہوتا ہے مگر ان سارے سسرال والوں کے عتاب کا نشانہ بن جاتی ہے۔ جو خود کو دشمن کے نرغہ میں پھنسی ہوئی محسوس کرتی ہے۔ اس طرح کی مبالغہ آمیز باتیں بہو کی زندگی اجیرن بنا دیتی ہیں۔ حتیٰ کہ وہ ماں جو

اپنے بیٹے کو ظاہر میں دل سے بڑے شوق سے بیاہتی ہے تب تو وہ ساس کے روپ میں بہو کو گھر سے نکالنے کا جلوہ دکھانے والی محسوس ہونے لگتی ہے۔ اپنے بیٹے کے کان بھرتی ہے جس سے جھگڑے کی ابتداء ہوتی ہے۔

پیاری بہنو!

ہمیں دین حق نے ان باتوں سے منع فرمایا ہے اور صرف قرآن و حدیث پر مبنی اصول و ضوابط کی تاکید فرمائی ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ترجمہ: ''تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔'' چاہئے کہ ہمارے قول و فعل میں تضاد بالکل نہ ہو۔ بلکہ ہمارا قول و فعل تقویٰ پر مبنی ہو۔

کاش! ہماری سوچ تقویٰ پر مبنی ہو یہ کہ بچی جو ہم اپنی بہو بنا کر لائے ہیں یہی ہماری اصل بیٹی ہے۔ پھر ان بچیوں کی سوچ بھی اسی بات پر مبنی ہو کہ اب ہم اپنے والدین کو چھوڑ آئی ہیں اب یہی ہمارے والدین ہیں اور ہم بھی انہیں کی بیٹیاں ہیں۔ اب ان کی عزت و احترام کا خیال رکھنا ہے۔ اب ان کے عزت و احترام کا خیال بھی ہم نے ہی کرنا ہے۔ بڑھاپے اور بیماری میں ان کی خدمت کرنا بھی ہمارا ہی فرض بنتا ہے اور ان کے کھانے کا خیال کرنا ہے۔ صاف ستھرا لباس صاف ستھرا بستر بھی فراہم کرنا ہے۔ تاکہ بوڑھے والدین کی دعاؤں کی برکتوں سے ہم اور ہماری آئندہ نسلیں فیض یاب ہوتی رہیں۔ ان کے احترام کو ملحوظ رکھیں۔ ورنہ تو میاں بیوی کے تعلقات میں تلخیاں پیدا ہونے لگتی ہیں جس کے ذمہ دار لڑکی لڑکے دونوں کے والدین ہیں۔ اب سوچنے کی بات ہے کہ کل تک تو ایک دوسرے سے پیار کا سلوک رہا مگر آج بچوں کے رشتہ جوڑنے کے بعد ایک دوسرے کے والدین کا احترام ختم ہو گیا اب خاندانی زندگی میں بنیادی یونٹ میاں بیوی دونوں کے پاکیزہ ازدواجی تعلقات ہیں جن کو خوشگوار بنانے کے لئے میاں بیوی کی اپنے فرائض میں احسن رنگ میں ادائیگی کی ضرورت ہے۔ نکاح دراصل میاں بیوی کے ایک پاک معاہدہ کا نام ہے۔

پھر اس بات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ گھر کی بات کہیں گھر سے باہر نہ نکلے ورنہ میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہیں کا مفہوم قائم نہیں رہتا۔

پیاری بہنو! خاوند خدا تعالیٰ کی ذات کا مظہر ہوتا ہے۔ اس کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''خاوند عورت کے لئے اللہ تعالیٰ کا مظہر ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ پس مرد میں جلالی اور جمالی دونوں رنگ موجود ہونے چاہئے۔ ''اگر خاوند عورت کو کہے کہ تو اینٹوں کا ڈھیر ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھ دے تو اس کا حق نہیں کہ اعتراض کرے۔''

پیاری بہنو! آؤ مل جل کر اپنے گھروں کو جنت بنائیں جب ہمارے خاوند گھر کی دہلیز پر داخل ہو تو ہمارے چہروں کی رونقیں لوٹ آئیں۔ اور گھر سے جاتے ہوئے ہماری طرف سے کوئی شکایت نہ لے جائیں۔ وہ ہشاش بشاش گھر سے جائیں تا کہ وہ دن بھر کے کاموں کو آسانی سے انجام دے سکیں اور پھر کاموں سے فراغت کے بعد بخوشی اپنے گھر کی جنت میں داخل ہوں۔ ہر رشتہ ناطہ کا اپنا تقدس ہے۔ آج ہم اپنے رشتوں کے تقدس کا خیال کریں گے تو ہماری اولادیں اور ہماری آئندہ نسلیں بھی اس تقدس کو قائم و دائم رکھنے والی ہوں گی۔

آج ہمیں ضرورت ہے ہمارے گھروں کے ماحول ایسے اچھے ہو جائیں کہ ہمارے گھروں کی جنتوں سے ہمیں وہ چین نصیب ہو جو ہمارے گھر لتسکنوا علیھا کی ایک تصویر ہوں۔ آمین

سو برس کی زندگی میں ایک پل
تو اگر کر لے کوئی اچھا عمل
تجھ کو دنیا میں ملے گا اس کا پھل
آج جو کچھ بوئے گا کاٹے گا کل

☆☆☆☆

ضروری وضاحت

ماہنامہ مصباح اگست 2016ء میں 14 تا 18 صفحہ پر ایک مضمون ''بیتے ہوئے کچھ دن......'' کے زیرعنوان شائع ہوا ہے۔ اس مضمون میں ادارہ کی غلطی سے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی اولاد کے بارے میں تحریر کیا گیا ہے کہ وہ سب وفات پا گئے ہیں یہ درست نہیں ہے۔

آپ کے بڑے صاحبزادے سید محمد احمد صاحب اللہ کے فضل سے حیات ہیں۔ اسی طرح امتہ القدوس صاحبہ بیگم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد مرحوم، سیدہ امتہ الہادی صاحبہ بیگم پیر ضیاء الدین مرحوم بھی حیات ہیں۔ اللہ ان سب کی زندگی میں برکت بخشے۔ آمین

ادارہ ان سب سے اور قارئین سے معافی کا طالب ہے۔

☆☆☆☆

مدد چاہتی ہے یہ حوا کی بیٹی

والدین بچوں کو بڑے ناز ونعم میں پرورش کرتے ہیں ان کی ذرا سی تکلیف پر بے چین ہو جاتے ہیں، ساری ساری رات جاگ کر گزارتے ہیں۔ پھر یہی بچے بڑے ہو جاتے ہیں۔ ان کی پڑھائی کی فکر، ان کے اچھے مستقبل کی فکر میں ماں باپ کی راتوں کی نیندیں حرام ہو جاتی ہیں۔ بیٹے کے والدین ہیں تو کیا ہی کہنے۔ لیکن اگر بیٹی کے والدین ہیں تو اس زمانہ میں ان کی حیثیت مجرموں کی سی ہے۔

ماں بیٹے کا رشتہ لینے کے لئے دھڑلے سے پہنچ جاتی ہے۔ کسی کے بھی گھر میں داخلے کا ٹکٹ اس کو بیٹے کی ماں ہونے کی صورت میں مل جاتا ہے، اور بیٹی والے دل اور آنکھیں تو کیا پورا وجود ان کی راہ میں فرشِ راہ کئے ہوتے ہیں۔

والدہ محترمہ مع بیٹیوں کے تشریف لاتی ہیں۔ بیٹی کی ماں اور گھر والے پریشان سے بیٹھے ہوتے ہیں جیسے یہ کوئی جج اور وکیل ہیں۔ جن کے سامنے ان کی بیٹی کی پیشی ہے۔ دیکھیں کیا فیصلہ سنایا جاتا ہے۔ خیر کافی دیر دوربین نظروں سے پرکھنے کے بعد اگر یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے تو پھر فنکشن کا مسئلہ شروع ہو جاتا ہے، کہ ہم لوگ اتنے لوگوں کو لائیں گے، ہماری ناک نہیں کٹنی چاہئے اور بیٹی کے گھر والوں کا کباڑا ہو جاتا ہے۔ پھر مختلف حیلوں بہانوں سے لڑکے کی فیملی کے مختلف لوگ لڑکی سے ملنے چلے آتے ہیں۔ اس طرح یہ ایک مستقل سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور لڑکی والوں کا دیوالیہ ان کے چائے پانی کے چکر میں نکلتا جاتا ہے۔ اس طرح کرتے کرتے بعض دفعہ سال مہینے لگ جاتے ہیں اور لڑکی والوں کو ہر وقت الرٹ رہنا پڑتا ہے۔ مبادا آج سسرال سے پھر کوئی رشتہ دار نہ آ رہا ہو! خیر پھر شادی کا مرحلہ آتا ہے۔ شادی پر رسم ورواج کے نام پر خوب پیسہ ضائع ہوتا ہے۔ اگر کسی طرح لڑکے والے راضی ہو جائیں اس کے گھر والوں کے لئے عمدہ جوڑے اور سونا دینا بھی اب عام ہوتا جا رہا ہے۔

شادی کے بعد پتا چلتا ہے کہ جی ہم فلاں وقت لڑکی کے گھر گئے تھے اور لڑکی نے (شرم کی وجہ سے) ہم سے اچھی طرح گھل مل کر بات نہیں کی تھی۔ اس بات کے طعنے دے دے کر لڑکی کا جینا حرام کر دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات اس بات کو بہانہ بنا کر لڑکی کے گھر والوں سے تعلق ختم کر دیا جاتا ہے۔

میں سوچتی ہوں کہ یہ نظام شائد ازل سے اسی طرح ہے ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جو یہ ہمت رکھتے ہیں کہ اس فرسودہ رسم ورواج کا خاتمہ کریں۔ کب تک لڑکی کے گھر والے ناکردہ گناہوں کی سزا بھگتیں گے اور لڑکے کے گھر والے اور لڑکے خود کو فرعون ثابت کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکی کے رستہ پر چلائے اور ہر کسی کی بیٹی اور بہن کو دنیا وجہاں کی خوشیاں نصیب کرے۔ آمین

قالین کی صفائی، چند کارگر مشورے

قالین جہاں آپ کے رہائشی حصے کو نفاست اور خوبصورتی بخشتا ہے وہاں اس کی صفائی بھی بے حد ضروری ہے، جو ایک طرح سے مشکل بھی ہے، تاہم چند کارگر نسخوں کی بدولت یہ کام آپ آسانی سے کرسکتی ہیں، اگر آپ کے قالین پر داغ دھبے لگ گئے ہوں تو ذیل میں دیئے گئے طریقوں میں سے کوئی ایک طریقہ استعمال کیجئے اور داغ دھبوں سے نجات پایئے۔

روشنائی کے دھبے:

کپڑے کے ایک ٹکڑے کو گرم پانی میں ڈبو کر قالین کا وہ حصہ صاف کریں جہاں روشنائی کا دھبا ہے۔ تھوڑی دیر بعد اس جگہ کو تھنر سے رگڑیں۔ دھبا چند منٹ میں صاف ہوجائے گا۔

تیل اور چکنائی کے داغ:

اگر قالین پر تیل اور چکنائی کے داغ پڑ گئے ہوں تو اس جگہ پر نمک کھانے کا سوڈا بھٹے کا آٹا ملا دیں۔ اسے فوراً ہی نہ رگڑیں۔ مذکورہ چیزوں کو جذب ہونے کا وقت دیں اس کے بعد صاف کردیں۔

چائے یا کافی کے دھبے:

قالین سے چائے یا کافی کا دھبا دور کرنے کے لئے گرم پانی میں سفید سرکہ ملائیں اور اسے دھبوں پر لگا دیں۔ مناسب وقفے کے بعد ٹشو پیپر سے رگڑ کر صاف کر دیں۔ دھبے دور ہوجائیں گے۔

پھلوں کے رس کا داغ:

تھوڑی سی شیونگ کریم انگلی پر لگا کر اس جگہ لگا دیجئے، جہاں قالین پر پھل کا رس گر گیا ہو۔ تھوڑا وقفہ دے کر اسفنج کے ایک ٹکڑے کو گرم پانی میں ڈبو کر قالین کو صاف کردیں۔

جانوروں کے پیشاب کے دھبے:

اگر قالین پر کسی پالتو جانور نے پیشاب کر دیا ہو تو داغ دور کرنے کے لئے صفائی کے پاؤڈر میں گرم پانی ملا کر اسے صاف کریں۔ تھوڑی دیر میں قالین چمک اُٹھے گا۔

کیچڑ کے دھبے:

اگر کیچڑ کے داغ لگ گئے ہوں تو کیچڑ خشک ہونے کا انتظار کریں۔ اس کے بعد صفائی کے پاؤڈر سے ان داغوں کو صاف کریں۔ اگر اس کے باوجود داغ صاف نہ ہو تو سوڈا لگا کر صاف کپڑے سے رگڑ ڈالیں۔ یہ عمل اس وقت تک کریں جب تک داغ صاف نہ ہو جائے۔

(سنڈے میگزین)

خیالِ یار کی خوشبو

آنکھوں میں اک حسین سی صورت بسی ہوئی
دل میں خیالِ یار کی خوشبو رچی ہوئی

لو چل پڑے ہیں عشق و محبت کے قافلے
جذبوں کی شاہراہ پہ ہے رونق لگی ہوئی

پھر بڑھ گئی ہیں گلشنِ احمد کی رونقیں
دیکھو نظامِ نو کی یہ محفل سجی ہوئی

آیا ہے پھر سے موسمِ جذبات جھوم کر
ہر سو ہے اک ہوائے محبت چلی ہوئی

اُس حُسن کی ضیا سے چمکتی ہے کائنات
جیسے فلک پہ نور کی چادر تنی ہوئی

لکھے ہوئے ہیں وہ تو ستاروں کے رُوبرو
ہے جن کی اس دیار سے نسبت بنی ہوئی

جس مردِ با کمال کو آنا تھا آچکا
اک دھوم ہے اسی کی جہاں میں مچی ہوئی

(عبدالصمد قریشی)

ماحول پر نظر رکھیں
اور سیکیورٹی کا انتظام کریں

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

ترجمہ: اور جہاں تک تمہیں توفیق ہو ان کے لئے تیاری رکھو، کچھ قوت جمع کر کے اور کچھ سرحدوں پر گھوڑے باندھ کر۔ اس سے تم اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن اور ان کے علاوہ دوسرں کو بھی مرعوب کرو گے۔ (الانفال:61)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ وہ عَزَّ اِسْمُہٗ فرماتا ہے کہ یعنی دینی دشمنوں کیلئے ہر یک قسم کی تیاری جو کر سکتے ہو کرو۔۔۔۔ اَللّٰہ جَلَّ شَانُہٗ اس آیت میں ہمیں عام اِخْتِیَار دیتا ہے کہ دشمن کے مقابل پر جو احسن تدبیر تمہیں معلوم ہو اور جو طرز تمہیں موثر اور بہتر دکھائی دے وہی طریق اختیار کرو۔

......آج سے جلسہ سالانہ یوکے شروع ہو رہا ہے ہم سب نے مل کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرنی ہیں کہ وہ ہم سب کو دشمنوں کے ہر قسم کے شر سے بچائے اور اس کے ساتھ ہی ترجمہ: ’’ ترجمہ: اور جہاں تک تمہیں توفیق ہو ان کے لئے تیاری رکھو، کچھ قوت جمع کر کے اور کچھ سرحدوں پر گھوڑے باندھ کر۔‘‘ (الانفال آیت 61) کے تحت ہم نے اپنی بیوت الذکر میں حفاظت کا یقینی انتظام کرنا ہے جلسہ کے تینوں دن میں بیوت الذکر میں ہمارے گلی محلوں میں سیکیورٹی کا بھرپور انتظام ہونا چاہیے اس کے ساتھ ساتھ ہم سب نے اپنے ماحول پر گہری نظر بھی رکھنی ہے کہ کہیں کوئی شریر کسی شرارت کی نیت سے ہمارے ماحول کو خراب کرنے کا ارادہ تو نہیں رکھتا۔ نیز ان جلسہ کے ایام میں جہاں جہاں بھی جلسہ سننے کا اہتمام ہو اپنے ٹیلی ویژن کی آوازوں کو بھی اتنا اونچا رکھیں کہ باہر آواز نہ جائے۔ اس روحانی ماحول سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔

جلسہ کے ایام میں ہم سب نے دعاؤں اور صدقات کے ساتھ اپنی ظاہری حفاظت کا بھی دن ہو یا رات مکمل انتظام کرنا ہے اور موجودہ حالات کے پیش نظر ہم سب کو سیکیورٹی کی طرف بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے اور سرحدوں پر گھوڑے باندھنے میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ ہم سب الرٹ رہیں، تیار رہیں اور پوری ہوشیاری کے ساتھ پہرہ دیں اور ماحول پر گہری نظر رکھیں۔ اس لئے ہمیں پہرہ اور ڈیوٹی کے نظام کو درست کرنا ہے۔ پہرہ کا مطلب ہے کہ ہر جگہ اس طرح پہرہ ہو کہ کسی کو بھی شرارت کرنے کا موقع نہ مل سکے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ مدینہ آنے کے بعد ایک رات سو نہ سکے۔ اس بے چینی کی

کیفیت میں حضورؐ نے فرمایا کاش کوئی خدا کا نیک بندہ آج پہرہ پر ہوتا۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ اسی دوران ہم نے ہتھیاروں کی جھنکار سُنی حضورؐ نے فرمایا۔ کون ہے؟ باہر سے جواب ملا! میں سعد بن ابی وقاص ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا کس لئے آئے ہو؟ سعد نے جواب دیا میرے دل میں حضورؐ کے متعلق کچھ خدشہ محسوس ہوا اس وجہ سے حضورﷺ کی حفاظت کی غرض سے چلا آیا۔ حضورؐ نے سعد کے لئے دعا کی اور پھر اطمینان سے سوگئے۔ (ترمذی ابواب المناقب سعد بن ابی وقاصؓ)

اسی طرح پہرے کی اہمیت حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کے مندرجہ ذیل خواب سے بھی واضح ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں پہرے کے لئے پھرتا ہوں۔ جب میں چند قدم گیا تو ایک شخص مجھے ملا اور اس نے کہا کہ آگے فرشتوں کا پہرہ ہے۔ یعنی تمہارے پہرہ کی کچھ ضرورت نہیں۔ تمہاری فرُودگاہ کے اردگرد فرشتے پہرہ دے رہے ہیں۔ پھر بعد اس کے الہام ہوا: ''امن است در مکان محبت سرائے ما'' یعنی ہمارا مکان جو سرائے محبت ہے، اس میں امن ہی امن ہے۔

جب خدا کا پیارا نبیﷺ جسے خدا کا وعدہ حاصل تھا کہ اللہ تجھے محفوظ رکھے گا، یہ خواہش کرتا ہے کہ کاش کوئی خدا کا نیک بندہ آج پہرے پر ہوتا اور خدا کا پیارا مسیح رؤیا میں خود پہرا دیتا ہے اور فرشتوں کو پہرا دیتے دیکھتا ہے۔ تو گویا پہرے کا انتظام سنت نبوی بھی ہے اور فرشتوں کا شیوہ بھی۔ لیکن پہرے اور حفاظت کا انتظام حکمت اور بیدار مغزی کے ساتھ ہونا چاہئے۔ پہرے کا انتظام اس طرح سے ہو کہ بعد از عشاء بروقت شروع ہو اور فجر کی نماز تک مسلسل جاری رہے۔

سکیورٹی کرنا صرف سکیورٹی والوں کا ہی کام نہیں ہے بلکہ ہر فرد جماعت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ماحول میں ہر طرح سے چوکس رہے اور اپنے ماحول پر گہری نظر رکھے اور ہر طرح کے خطرہ سے نپٹنے کے لئے ہر وقت تیار رہے چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں: دشمن کے مقابلہ کے لئے پیشتر سے تیار رہنا چاہیے۔ جو شخص یہ انتظار کرتا ہے کہ دشمن جب گھر پر حملہ کرے گا تو اس کا مقابلہ کرلوں گا وہ بیوقوف ہے اگر یہ معلوم ہو جائے کہ دشمن کیا ارادے کر رہا ہے تو مقابلہ آسان ہو جاتا ہے۔

اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق ہمیں اپنے ماحول پر نظر رکھنی ہے۔ فرمایا: ''ایک بہت اہم چیز ہے حفاظتی نقطہ نگاہ سے نگرانی کرنا۔ اپنے ماحول پر گہری نظر رکھنا۔ ہر ایک کا فرض ہے کہ اگر اجنبی آدمی ہو تو متعلقہ شعبہ کو اس کی اطلاع کردیں۔'' فرمایا: ''سب سے بہترین طریقہ یہی ہے کہ ہر آدمی زیادہ دور تک نظر تو نہیں رکھ سکتا۔ مگر اپنے دائیں بائیں اپنے ساتھیوں پر بہرحال نظر رکھیں جن کو آپ جانتے نہ ہوں۔ تو یہی بہت بڑی سکیورٹی ہے جماعت احمدیہ کی۔''

ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ڈیوٹی والے کارکنان یا سکیورٹی والے ہیں اُن کو تو میں پہلے بھی سکیورٹی کی طرف توجہ دلا چکا ہوں۔ بڑی احتیاط سے اپنے فرض کو سمجھتے ہوئے ڈیوٹی ادا کریں۔ کسی بھی ڈیوٹی کو جہاں بھی کسی کی لگائی گئی ہے معمولی نہ سمجھیں۔ شرارتی عنصر کوئی بھی شرارت کر سکتا ہے، اور کسی سے کوئی بعید نہیں۔ اس لئے صرف ڈیوٹی دینے والے ہی نہیں بلکہ جلسے میں سب شامل ہونے والے جو ہیں اپنے ماحول پر نظر رکھیں۔ جیسا کہ میں نے کہا اپنے یہ دن دعاؤں میں گزاریں۔ اس کے ساتھ اپنی حیثیت کے مطابق صدقات پر بھی توجہ دیں۔

فرمایا: ہر ایک کو اپنے ماحول پر دائیں بائیں نظر رکھنی چاہئے۔ کسی قسم کی شرارت سے اللہ تعالیٰ ہر ایک کو محفوظ رکھے۔ پس ان دنوں میں دعائیں بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ سب کو حضرت مسیح موعود کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ ہم میں سے ہر ایک جلسہ کی برکات کو سمیٹنے والا ہو۔ ہماری نسلیں بھی احمدیت کے ساتھ مضبوطی سے جڑی رہیں اور ایک روحانی انقلاب اپنی حالتوں میں پیدا کرنے والی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان دنوں میں اور آئندہ بھی ہمیشہ جماعت کو، جماعت کے افراد کو دشمنوں کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہم کو دشمن کے حملوں سے محفوظ رہنے کی دعا سکھاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ایک دعا کے بارہ میں جو حضرت مسیح موعودؑ کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھ پر القاء ہوئی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ دعا سکھائی ہے اور وہ یہ ہے "رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ.......... (اے میرے رب! ہر ایک چیز تیری خادم ہے اے میرے رب! شریر کی شرارت سے مجھے پناہ میں رکھ اور میری مدد کر اور مجھ پر رحم کر) اللہ تعالیٰ جماعت کو مجموعی طور پر بھی اور افراد جماعت کو انفرادی طور پر بھی ہر شر سے بچائے اور مخالفین کے شر ان پر الٹائے۔

پھر فرمایا: ہمارا مولیٰ تو ہمارا اللہ ہے۔ اور اس پر ہم توکل کرتے ہیں۔ وہی ہمارا معین و مددگار ہے۔ اور...... وہ ہمیشہ ہماری مدد کرتا رہے گا اور اپنی حفاظت کے حصار میں ہمیں رکھے گا۔ ان لوگوں سے آئندہ بھی کسی قسم کی خیر کی کوئی امید نہیں۔ اور نہ کبھی ہم رکھیں گے۔ اس لئے احمدیوں کو ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ اور دعاؤں کی بھی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ ......کی دعا بہت پڑھیں۔ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ .... کی دعا ضرور پڑھیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت دعائیں کریں۔"

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ کے ایام سے فائدہ اٹھانے کی بابت فرماتے ہیں۔

یہ جلسہ اس لئے ہم منعقد کرتے ہیں کہ اپنے مقصدِ پیدائش کو پہچانتے ہوئے خدا تعالیٰ سے ایک خاص تعلق پیدا کریں اور سال کے یہ تین دن خالصتاً للہ گزارنے

کے لئے جمع ہوں۔ علمی، تربیتی اور روحانی ماحول میں یہ دن گزار کر اپنے دینی علم میں ترقی کریں اپنی تربیت کے از خود جائزے لیں۔ جو یہاں باتیں سنیں اُن کو سن کر پھر اپنی حالتوں پر نظر رکھیں۔ یہ دیکھیں کہ کیا ہم اپنی کمزوریوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق قابو پا چکے ہیں یا پانے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔ جلسے کے روحانی ماحول میں خدا اور رسول کی باتیں سن کر روحانیت میں ترقی کرنے والے بنیں اور بننے کی کوشش کریں۔

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ ہمیں جلسہ کی تمام کارروائی کو توجہ سے سننے کی بابت نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جلسہ کی کارروائی کو سنجیدگی سے اور غور سے سننا بھی ایک بہت بڑا مقصد ہے۔ اس کے بارے میں حضرت مسیح موعود کے الفاظ میں ہی توجہ دلا دیتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ: ''سب کو متوجہ ہو کر سننا چاہئے'' یعنی یہ جلسے کی کارروائی ''اور پورے غور اور فکر کے ساتھ سنو۔ کیونکہ یہ معاملہ ایمان کا معاملہ ہے۔ اس میں غفلت، سستی اور عدم توجہ بہت بُرے نتیجے پیدا کرتی ہے۔ .... پس یاد رکھو کہ جو کچھ بیان کیا جاوے اُسے توجہ اور بڑی غور سے سنو۔ کیونکہ جو توجہ سے نہیں سنتا ہے وہ خواہ عرصہ دراز تک فائدہ رساں وجود کی صحبت میں رہے اُسے کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا''۔ پس جلسے پر آنے والوں کو صرف اس طرف متوجہ رہنے کی ضرورت ہے کہ ہم نے ان دنوں میں جلسے کے جو مقاصد ہیں اُن کو حاصل کرنا ہے۔ جلسے کی کارروائی کو غور سے سننا ہے۔

پھر فرمایا: جلسہ کوئی دنیاوی میلہ نہیں ہے۔ اس لئے اس میں شامل ہونے والے کی نظر اس بات پر مرکوز ہونی چاہئے کہ ہم نے اپنے روحانی، اخلاقی اور علمی معیاروں کو بلند کرنا ہے۔ اُس میں ترقی کرنی ہے اور اس ماحول سے خاطر خواہ فائدہ اُٹھانا ہے مقصد ہمارا جلسہ سننا ہے۔ تمام تقریریں جلسہ گاہ میں بیٹھ کر سنیں۔ اس دوران میں باہر جانا، ادھر اُدھر جانا، پھرنا مناسب نہیں ہے۔ جس مقصد کے لئے آئے ہیں اُس مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ ہر تقریر کوئی نہ کوئی ایسا پہلو رکھتی ہے جو آپ کے فائدے کے لئے ہے، جو آپ کے لئے نیا ہے...... آخر میں پھر دوبارہ مَیں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اِن دنوں میں خاص طور پر اس ماحول کو اپنی دعاؤں سے معطر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے گزشتہ خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ہر ایک کو محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر لحاظ سے بابرکت اور کامیاب فرمائے کسی بھی مخالف اور بدفطرت کے شر سے جماعت کو دور رکھے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر کارکن کو توفیق دے کہ وہ...... خوش خلقی سے خدمت سرانجام دیتے رہیں اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق بھی دے۔ آمین

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دعاؤں کے ساتھ تمام حفاظتی تدابیر اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین

حسنِ انتخاب

سن لیا ہم نے فیصلہ تیرا اور سن کر اداس ہو بیٹھے
ذہن چپ چاپ آنکھ خالی ہے جیسے ہم کائنات کھو بیٹھے

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

اپنا دل اپنی نظر اپنی طلب اپنا خیال
ہم نے اس حسن کو چاہا ہے جسے دیکھا بھی نہیں

آتی ہے چاہتوں کی کہانی پہ اب ہنسی
تم سے بچھڑ کے سوچ کے رُخ بھی بدل گئے

تیرے آنے کا انتظار رہا
عمر بھر موسم بہار رہا

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

فسانے یوں تو محبت کے سچ ہیں پر کچھ کچھ
بڑھا بھی دیتے ہیں کچھ زیب داستاں کے لئے

اس کے یوں ترکِ محبت کا سبب ہوگا کوئی
جی نہیں یہ مانتا وہ بے وفا پہلے سے تھا

انہی پتھروں پہ چل کے اگر آسکو تو آؤ
مرے گھر کے راستے میں کوئی کہکشاں نہیں ہے

آواز دے کے دیکھ لو شائد وہ مل ہی جائے
ورنہ یہ عمر بھر کا سفر رائیگاں تو ہے

اب تک دل خوش فہم کو ہیں تجھ سے اُمیدیں
یہ آخری شمعیں بھی بجھانے کے لئے آ

اپنی تنہائی کو آباد تو کر سکتے ہیں
ہم تجھے مل نہ سکیں یاد تو کر سکتے ہیں

اگر تو اتفاقاً مل بھی جائے
تری فرقت کے صدمے کم نہ ہوں گے

سودائے عشق اور ہے وحشت کچھ اور شے
مجنوں کا کوئی دوست فسانہ نگار تھا!

اب چراغاں کریں ہم اشکوں سے
یا مناظر بجھے بجھے دیکھیں
اک طرف تو ہے اک طرف دِل ہے
دل کی مانیں کہ اب تجھے دیکھیں

بزمِ ناصرات

پیاری ناصرات!

اُمید ہے آپ خیریت سے ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو بہت حسین اور خوبصورت بنایا ہے۔اوراس میں ہمارے لئے طرح طرح کے رنگ بکھیرے ہیں۔جن کا ہم کبھی شمار نہیں کر سکتے۔ہمیں ان نعمتوں پر ہروقت اللہ تعالیٰ کاشکرادا کرنا چاہئے۔اللہ تعالیٰ نے اپنی بہت سی نعمتوں کا ذکر فرماتے ہوئے سورۃ رحمٰن میں بار بار فرمایا:

''پس (اے جن وانس!) تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کروگے۔''

یہ ارشاد باری تعالیٰ ہمیں توجہ دلا رہا ہے کہ اے انسان تم ان نعمتوں کی قدر کروان نعمتوں کاشکریہ ادا کرو اوران نعمتوں کی ناشکری مت کرولہذا ہمیں چاہے کہ ہروقت خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا شکرادا کرتے رہیں۔

فرمان الٰہی ہے۔

''اگرتم شکرادا کروگے تو میں ضرور تمہیں بڑھاؤں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔'' (ابراہیم 8)

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے۔

شکر کرنے سے نعمتوں کی قدردانی ہوتی ہے۔

شکر کرنے سے نعمتیں باقی رہتی ہیں۔

شکر نہ کرنے سے نعمتیں سلب ہوجاتی ہیں۔

پیاری ناصرات! ابھی ایک ماہ پہلے ہی ستمبر میں ہم سب نے الٰہی خوشی عید الاضحیٰ منائی ہے۔عید کے موقع پر ہم سب نے خوشیاں بانٹیں لہٰذا عید گزرنے کے ساتھ بھول نہ جائیں بلکہ اللہ کا شکرادا کرتی رہیں اور آئندہ بھی اپنی خوشیوں میں اپنی سہیلیوں کو شامل کریں اور ان کی خوشیوں میں شامل ہوں۔تا اللہ تعالیٰ کی شکرگزار بندیاں بن جائیں اور پیارا خدا اتنا راضی ہوجائے کہ اسکا پیار ہم پر نچھاور ہوتا رہے۔آمین

پیاری ناصرات اکتوبر کا مہینہ شروع ہو چکا ہے اب امتحانات بھی شروع ہونے والے ہیں اپنی پڑھائی کے ساتھ ساتھ اپنی دینی مصروفیات کا بھی خاص خیال رکھیں۔ پڑھائی میں ساری برکت دین سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

☆☆☆☆

پہیلیاں

دیکھنے میں تو پھول نہ پھل
کہنے کو اک پھول اک پھل

مٹی کی بنائی آگ میں پکائی
لوگوں نے خرید کر بستی بنائی

جوں جوں آگے قدم بڑھائے
کھوج نشان بھی مٹتا جائے

سب سکھیوں کا دیکھا کھیل
کمر پکڑ کر مجھے دھکیل

مٹی میں تھا جیسے دبایا
بن ٹھن کر وہ باہر آیا

چار انداز میں ایک ہی شے
رہے جسے آڑے اور پیسے

حرکت میں جب آتی ہے
تو سب کو ناچ دکھاتی ہے

گلاب جامن۔ اینٹ۔ کشتی۔ جھولا۔ بیج۔ پانی۔ جھاڑو

لطیفے

بلو یہ ''سینٹ میسج'' کا کیا مطلب ہوتا ہے۔
ٹیپو: تم تو بالکل جاہل بچے ہو۔
''سینٹ میسج'' کا مطلب ہوتا ہے۔
خوشبو والا میسج۔

☆☆☆☆

ارسلان میں ناممکن کو ممکن بنا سکتا ہوں۔
وقاص! وہ کیسے؟
منیب: ناممکن کا 'نا' مٹا کر۔

☆☆☆☆

بھیک ملنے کے بعد فقیر نے دعا دی۔ صاحب اللہ آپ کو ہمیشہ جوان رکھے۔
آدمی: آہستہ سے بولا: خاموش ایسی دعا نہ دو ورنہ میری پنشن بند ہو جائے گی۔

رنگ بھریں۔

وقف نو بچوں کی تربیت کیلئے قیمتی نصائح

ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے واقفین نو بچوں کی تربیت کیلئے بہت قیمتی نصائح فرمائیں۔ جنہیں حضور انور نے ان بچوں کی تربیت میں خصوصیت سے پیش نظر رکھنے کی تلقین فرمائی۔حضور انور کی یہ نصائح ذیل میں پیش ہیں۔

سچ سے محبت:

مثلاً کہ وقف نو میں شامل ہر بچہ کو بچپن سے ہی سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہیے اور یہ نفرت ماں کے دودھ اور باپ کی پرورش کی بانہوں میں اسے ملنی چاہیے۔اسکا مطلب یہ ہے کہ والدین کو ان بچوں کی خاطر اپنی تربیت کی طرف بھی توجہ کرنا ہوگی اور پہلے سے بہت بڑھ کر سچا ہونا پڑے گا۔کیونکہ خدا کی ایک مقدس امانت اب اپ کے گھر میں پل رہی ہے۔اس مقدس امانت کے کچھ تقاضے ہیں جن کو آپ نے ہر حال پورا کرنا ہے۔

قناعت:

قناعت کا واقفین کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ بچپن ہی سے ان بچوں کو قانع بنانا اور حرص و ہوا سے بے رغبتی پیدا کرنی چاہیے۔دیانت و امانت کے اعلیٰ مقام تک ان کو پہنچانا ضروری ہے۔

مزاج میں شگفتگی:

بچپن سے ہی ان کے اندر مزاج میں شگفتگی پیدا کرنی چاہیے ترش روئی وقف کے پہلو بہ پہلو نہیں چل سکتی۔ ترش رُو واقفین زندگی ہمیشہ جماعت میں مسائل پیدا کرتے ہے۔اس لئے خوش مزاجی اور تحمل بھی واقفین بچوں میں بہت ضروری ہے۔مزاح اچھی چیز ہے لیکن اس کے اندر پاکیزگی اور لطافت ہونی چاہیے......اپنے گھر میں اچھے مزاح کو تو جاری کریں لیکن بُرے مزاح کے خلاف بچوں کے دل میں بچپن سے ہی نفرت اور کراہت پیدا کریں۔

غناء:

قناعت کے بعد پھر غناء کا مقام آتا ہے۔غناء کا مطلب ہرگز نہیں کہ غریب کی ضرورت سے انسان غنی ہو جائے۔اس لئے واقفین بچے ایسے ہونے چاہئیں جو

غریب کی تکلیف سے غنی نہ بنیں لیکن امیر کی امارت سے غنی ہو جائیں اور کسی کو اچھا دیکھ کر ان کو تکلیف نہ پہنچے۔ لیکن کسی کو تکلیف میں دیکھ کر وہ ضرور تکلیف محسوس کریں۔

قرآن کریم کی تعلیم:

جہاں تک ان کی تعلیم کا تعلق ہے۔ جامعہ کی تعلیم کا زمانہ تو بعد میں آئے گا لیکن ابتدا ہی سے ایسے بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم کی طرف سنجیدگی سے متوجہ کرنا چاہئے اور اس سلسلہ میں نظام جماعت بھی (اللہ نے چاہا تو) ضرور پروگرام بنائے گا۔ والدین نظام جماعت سے رابطہ رکھیں اور جب بچے اس عمر میں پہنچیں جہاں وہ قرآن کریم اور دینی باتیں پڑھنے کے لائق ہو سکیں تو اپنے علاقہ کے نظام سے یا مرکز کو لکھ کر معلوم کریں کہ اب ہم کس طرح ان کو اعلیٰ درجہ کی قرآن خوانی اور پھر قرآن کے مطالب بھی سکھا سکتے ہیں۔ ایسے گھروں میں جہاں واقفین زندگی ہیں وہاں تلاوت کے اس پہلو پر بہت زور دینا چاہیے کہ خواہ تھوڑا پڑھایا جائے لیکن ترجمے اور مطالب کے بیان کے ساتھ پڑھایا جائے۔

نماز کی پابندی:

نماز کی پابندی اور نماز کے لوازمات کے متعلق بچپن سے تعلیم دینا اور سکھانا بھی جامعہ میں آکر سیکھنے والی باتیں نہیں۔ ماں باپ کی تربیت کے نیچے یہ باتیں بچوں کو آجانی چاہیے۔ اور اس کے علاوہ تعلیم میں وسعت پیدا کرنے کی طرف توجہ کرنی چاہیے، اور دینی تعلیم میں وسعت کا ایک طریق یہ ہے کہ مرکزی اخبار اور رسائل کا مطالعہ رہے۔

علمی بنیاد وسیع کریں:

واقفین بچوں کی علمی بنیاد وسیع ہونی چاہیے۔ عام طور پر دینی علماء دین کے دائرے سے باہر دیگر دنیا کے دائروں میں بالکل لاعلم ہوتے ہیں اور اس نے دین حق کو وہ شدید نقصان پہنچایا ہے کہ مذاہب کے زوال کی یہ ایک بہت ہی اہم وجہ ہے۔ اس لئے جماعت کو اس سے سبق سیکھنا چاہیے اور وسیع علم کی بنیاد پر قائم دینی علم کو فروغ دینا چاہیے۔

غصہ کو ضبط کرنے کی عادت:

ایسے واقفین بچے چاہئیں جن کو شروع ہی سے اپنے غصہ کو ضبط کرنے کی عادت ہونی چاہیے۔ جن کو اپنے سے کم علم کو حقارت سے نہیں دیکھنا چاہیے۔ جن کو یہ حوصلہ ہو کہ وہ مخالفانہ بات سنیں اور تحمل کا ثبوت دیں۔ جب ان سے کوئی بات پوچھی جائے تو وہ ایک دم سے کوئی بات نہ

نکالیں بلکہ کچھ غور کر کے جواب دیں۔

دیانت:

دیانت پر بہت زور ہونا چاہیے۔اموال میں خیانت کی کمزوری اگر واقفین میں پائی جائے تو اس کے نہایت ہی خطرناک نتائج نکلتے ہیں۔دیانت کا ہماری شہ رگ کی حفاظت سے تعلق ہے۔کیونکہ جماعت کا سارا مالی نظام اعتماد اور دیانت داری سے جاری ہے۔اس لئے واقفین نو کو مالی لحاظ سے بہت ہی درست ہونا چاہئے۔

تقویٰ کی تربیت:

ماں باپ اگر باریک نظر سے اپنے بچوں کی تربیت کر رہے ہوں تو عظیم مستقبل کی تعمیر کر رہے ہوتے ہیں۔یہ جتنی باتیں میں کہہ رہا ہوں ان کا اصل میں تقویٰ سے ہی تعلق ہے اور واقفین کو ہمیں نہایت لطیف رنگ میں تقویٰ کی تربیت دینی چاہیے۔اس کے علاوہ سخت جانی کی عادت ڈالنا،نظام جماعت کی اطاعت کی بچپن سے عادت ڈالنا،ذیلی تنظیموں سے وابستہ کرنا بہت ضروری ہے۔

واقفین بچوں کو وفا سکھائیں:

حضور نے فرمایا:۔ایک بات آخر میں یہ کہنی چاہتا ہوں کہ ان کو وفا سکھائیں۔وقف زندگی کا وفا سے بہت گہرا تعلق ہے۔آپ نے اپنے بچوں کو وقف کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے اسکے نتیجہ میں یا تو یہ بچے عظیم اولیاء بنیں گے یا پھر عام حال سے بھی جاتے رہیں گے۔اس لئے بہت احتیاط پیار ومحبت سے ان کی تربیت کریں اور ان کو وفا کے سبق دیں تاکہ وہ آئندہ صدی کی عظیم لیڈر شپ کے اہل بن سکیں۔وقف کا معاملہ بہت اہم ہے۔ان کو سمجھائیں کہ خدا کے ساتھ یہ عہد ہم نے تو بڑے خلوص کے ساتھ کیا ہے اگر تم اس بات کے متحمل نہیں ہو تو تمہیں اجازت ہے کہ تم واپس چلے جاؤ......وقف وہی ہے جو وفا کے ساتھ تا دمِ آخر قائم رہتا ہے۔ہر قسم کے زخموں کے باوجود گھسٹتا ہوا بھی انسان اسی راہ پر بڑھتا ہے واپس نہیں مڑا کرتا۔ایسے وقف کیلئے اپنی آئندہ نسلوں کو تیار کریں۔اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم واقفین کی ایک ایسی فوج خدا کی راہ میں پیش کریں جو ہر قسم کے ان ہتھیاروں سے مزین ہو جو خدا تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کیلئے ضروری ہوا کرتے ہیں۔

(فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مورخہ 10 فروری 1989ء)

☆☆☆☆

طنز و مزاح

ہم ایک موٹر خریدیں گے

کہتے ہیں موٹر سازی کے کارخانوں میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ ہو رہا ہوگا۔ ہماری قسمت میں تو وہی کھڑکھڑاتے ہوئے پہیوں والی بے ڈھنگی سی ٹمٹم ہی لکھی ہے۔جس پر سوار ہو کر انسان کی قوت خودی اور غرور نفس کو کچھ اس طرح ٹھیس پہنچتی ہے کہ جی میں آتا ہے ابھی جا کر موٹر میں سوار ہو جائیں اور ٹریفک کے اصولوں سے بے پروا ہو کر شکرموں سے ٹکراتی، یکوں کو ٹھکراتے، سائیکلوں کو کچلتے، مکانوں کو ڈھاتے پیدل چلنے والوں کو پیستے ہوئے کہیں نکل جائیں...... بہت دور جہاں ٹمٹموں کا نشان تک نہ ملے۔ جہاں موٹر ہی موٹر ہوں، سریلے ہارنوں والے شیشے کے بنے موٹر ٹمٹم پر بیٹھتے ہے اکثر اس قسم کے خیالات ہمارے دل میں آئے اور کئی دفعہ ہم نے اس خرد جال پر بیٹھے ہوئے اپنے آپ کو موٹروں پر تھرکتے ہوئے محسوس کیا لیکن پہیے کی اچانک چیخ یا ٹٹو کے اچانک بیٹھ جانے سے اکثر ہمارے یہ خواب مادی دنیا کے شور و شغب میں کھو جاتے ہیں! اور ہم کو چبان پر دانت پیسنے کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتے۔

لیکن ارادہ ہے کہ ہم ایک موٹر خریدیں گے۔ ایسا موٹر جس میں ڈرائیور کی سیٹ عام سطح سے ڈیڑھ گز اونچی ہوگی تاکہ دنیا کو معلوم ہو سکے کہ مشین کے ناخدا کہاں تشریف فرما ہیں ورنہ یوں تو ہرایرا غیرا مال روڈ پر پھرتا ہے۔......

اس کے بعد پٹرول میں عرق گلاب اور روح کیوڑہ ملا کر انجن میں ڈالا جائے گا۔ موٹر کی پچھلی سیٹ پر بیگم کو ریشم کی رسی سے باندھ کر بٹھا دیا جائے گا۔ کیونکہ رفتار کی تیزی یا کسی حادثے سے ان کے باہر جا پڑنے کا خطرہ ہو گا۔ ہم خود کو چکر تھام کر پیچ گھما دیں گے موٹر کا پنجرا چیختا ہوا آگے بڑھے گا۔ آخر یہ خاموش خاموش شرمیلے شرمیلے انجنوں والے موٹر کس کام کے ہیں۔ چپکے سے کھسک جاتے ہیں اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہوتی کہ کوئی صاحب ادھر سے موٹر سائیکل پر سوار نکل گئے۔ ہمارا موٹر چیختا چلاتا دھاڑتا اور پھنکارتا ہوا چلے گا سڑک پر یقیناً تماشائیوں اہل ذوق حضرات کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگ جائیں گے۔ ہم ہر ایک سے سلام لیتے جائیں گے۔ مسکرا مسکرا کر جھک جھک کر ہارن بجا بجا کر اور پھر کسی پینٹر کی دکان پر جا کر رک جائیں گے اور وہاں سے اس مضمون

کے دو تختے بنوا کر موٹر کے پیچھے لٹکا دیں گے۔

''جو صاحب موٹر میں سوار ہونا چاہیں، وہ ہاتھ کھڑا کر دیں''

اس طرح سیاسی دنیا کی عظیم الشان تحریک سوشلزم کا پرچار بھی ہوتا رہے گا اور آنے والی نسلیں بھی ہمیں عزت واحترام کی نظروں سے دیکھا کریں گی۔

جہاں ''کیپ لیفٹ'' (بائیں جانب رہو) لکھا ہو گا وہاں ہم موٹر کو دائیں طرف سے لے جائیں گے۔'' موٹرز دس وے'' لکھا ہو گا۔ وہاں ''دیٹ وے'' لے جائیں گے جہاں ''نو پارکنگ ہیئر'' کا تختہ لٹک رہا ہو گا۔ وہیں موٹر کھڑا کریں گے۔'' آخر دو آنے کی لکڑی کے ایک معمولی سے تختے کے دو الفاظ سے ڈر کر ہمارا چار ہزار روپے والا موٹر کیسے رک سکے گا؟......

یہ بات آج تک ہماری سمجھ میں نہیں آئی کہ موٹر گیرج میں کیوں رکھے جاتے ہیں کیا ان کے مالکوں کو ان کی یاد نہیں ستاتی؟ ہم تو موٹر کو اپنے پاس سے ایک پل کے لئے بھی جدا کرنا گوارا نہ کر سکیں گے۔ کھاٹ کو اس کے انجن سے باندھ کر سو رہیں گے ورنہ اس کے اندر ہی پڑے رہنے میں کیا حرج ہے۔

جو لوگ آج ہمیں ایک نظر دیکھنا بھی گوارا نہیں کر سکتے۔ ہماری راہ میں آنکھیں بچھائیں گے۔ ہمارے موٹر کو شہر کے دیگر موٹروں میں ایک امتیاز خصوصی حاصل ہو گا اور اس طرح ہم جدھر جائیں گے ہمارے لئے راستہ صاف ہو گا۔ ٹریفک کے اصول ہماری مرضی کے تابع ہوں گے۔ قوت دنیا کی سب سے بڑی حکمران ہے۔ کیا آپ نے وہ واقع نہیں سنا۔ ایک دفعہ ایک مسافر ایک جنگل سے گزر رہا تھا کہ سامنے سے ایک شیر آتا ہوا دکھائی دیا۔ آتے ہی کم بخت نے مسافر کی گردن دبوچ لی اور کہنے لگا 'بتا شیر انڈے دیتا ہے یا بچے دیتا ہے؟'' مسافر جانتا تھا کہ ہز میجسٹی کنگ آف جنگل اپنی قوت کے بل بوتے پر اس کی معلومات کا امتحان لینے پر تلے ہوئے ہیں۔ اس نے سوچا کہ اگر میرے منہ سے کوئی ایسا کلمہ نکل گیا جس سے بادشاہ سلامت کی بادشاہت کو ٹھیس پہنچی تو دم بھر میں انجر پنجر بکھر کر رہ جائے گا۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی ''حضور شیر مرضی کا مالک ہے کبھی انڈے دے دیتا ہے اور کبھی بچے دے دیتا ہے۔'' اس طرح اس کا چھٹکارا ہوا۔'' ہماری مثال اسی شیر کی سی ہو گی۔

آہ......موٹر......موٹر! اکثر چاندنی راتوں میں جب فضائے خموش میں ہر طرف قدرت کی دلفریب نیرنگیاں بے نقاب ہو کر رقص کرتی ہیں، جب کائنات سکوت کے پردوں میں چھپ کر مستقبل کے خواب دیکھا کرتی ہیں۔ جب چوراہوں سے ٹریفک کے سنتری چلے جاتے ہیں، جب مال روڈ پر اِکے دُکے موٹر لہراتے

ہوئے سامنے سنہرے مدہم غباروں میں گم ہو جاتے ہیں، جب کسی تنگ گلی میں بے روزگار گریجوایٹ میونسپل کمیٹی کے لیمپ کی روشنی میں بیٹھ کر کسی بیمہ کمپنی کی ایجنٹی کے لئے درخواستیں لکھا کرتے ہیں۔جب قدرت کے ''افکار و حوادث'' اور مطائبات'' کے لشکر یعنی کالجوں کے برخود غلط نوجوان خواب میں کریموں اور پوڈروں سے سمندر میں غوطہ زن ہوتے ہیں۔اس وقت اکثر ہم خیال ہی خیال میں موٹر میں سوار ہو جاتے ہیں۔ ہمارا موٹر زمین کو چھوئے بغیر تھرکتا ہوا محسوس ہوتا ہے، ہم چلے جاتے ہیں۔دور دھندلے افق کے پار لا انتہا وسعتوں میں اور پھر لوقلموں فضاؤں کو چیرتے ،تاروں کو چومتے کہکشاں کی پکی سڑک پر تیرنے لگتے ہیں۔نورانی سنتری ہمیں آگے سے ہٹ ہٹ کر راستہ دیتے جاتے ہیں۔ کائنات سنہرا غبار بن کر ہمارے موٹر کے پہیوں سے لپٹی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ ہم اڑتے جاتے ہیں، اڑتے جاتے ہیں اور آخر چاند کی مرمریں قرص سے ٹکرا جاتے ہیں۔اور جب ہماری آنکھ کھلتی ہے تو بیگم ہمیں فرش پر سے اٹھا کر کھاٹ پر ڈالنے کی کوشش میں مصروف ہوتی ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں ہمارے موٹر کو نقصان تو نہیں پہنچا'' جواب ملتا ہے آٹا ختم ہو گیا ہے۔میری بالیاں گروی رکھوا کر کچھ پیسے لے آؤ۔آہ قدر نا شناس دنیا تیرے پاس ہمارے لئے ایک موٹر بھی نہیں؟ تیری ٹمٹموں کو آگ لگے۔تیرے یکے جل جائیں، تیری سائیکلیں پنچر ہو جائیں، تیری ریلیں پچک جائیں، تیرے ہوائی جہاز زمین سے چمٹ جائیں تیرے پاس ہمارے لئے ایک موٹر بھی نہیں...... ایک موٹر......یا ایک موٹر کا نمونہ...... یا ایک موٹر کا پنچر......جو صرف رینگ سکتا ہو......جو صرف کھڑا رہ سکتا ہو۔ایک موٹر......بس ایک موٹر......۔

لیکن پھر بھی ہمارا ارادہ ہے کہ ہم ایک موٹر خریدیں گے اور جس طرح پہلے بیان کر دیا گیا ہے ہم اسے اسی نوے میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلایا کریں گے۔ اگر وہ کبھی الٹ کر ٹوٹ گیا تو ہمارے احباب کا یہ فرض ہوگا کہ اس کے پرزے لندن کے عجائب گھر میں لے جائیں۔ جن کے پاس سنگ مرمر کے ایک تختہ پر موٹر کی شکل بنا کر نیچے یہ حروف کندہ کرائیں۔

ایک ایسے گریجوایٹ کے موٹر کے پرزے جس نے اپنے موٹر کے غرور نفس کی حفاظت کے لئے ٹریفک کے اصولوں کی مخالفت کی اور آخر اسی راہ میں شہید ہو کر حیات جاودانی پا گیا۔خدا کرے اسے آئندہ زندگی میں ایک موٹر نصیب ہو۔''

(احمد ندیم قاسمی۔اردو کا بہترین مزاحیہ ادب)

☆☆☆☆

کڑی پتا

کڑی پتا ایک خوبصورت ،خوشبودار اور کم و بیش موسم خزاں کی جھاڑی سے حاصل کیا جاتا ہے۔اس کا وطن ہندوستان اور سری لنکا ہے۔یہ تمام زرخیز علاقوں میں پایا جاتا ہے۔کیمیائی تجزیے کے مطابق کڑی پتے میں 3.22فیصد پانی ،1.6فیصد پروٹین ،10فیصد چکنائی، 0.16 فیصد کاربوہائیڈریٹس،4.6فیصد ریشے ،2.4 فیصد معدنی اجزاء ہوتے ہیں۔معدنی اور حیاتینی اجزا میں کیلشیم ،فاسفورس ،آئرن نکوٹینک ایسڈ اور وٹامن سی پائے جاتے ہیں۔

کڑی پتا کی طبی افادیت اور استعمال:

ہاضمہ کی خرابیاں: نظام ہضم کی خرابیاں دور کرنے کے لئے کڑی پتوں کا جوس، لیموں کا رس اور چینی کے ساتھ ملا کر پینا متلی ،قے اور زیادہ چکنائی کے استعمال سے پیدا ہونے والی بدہضمی کے عوارض دور کرنے کے لئے موثر دوا ہے۔یہ مشروب ایک یا دو چائے کے چمچ پیا جاتا ہے۔ کڑی پتوں کو باریک پیس کر لسی کے ساتھ خالی پیٹ لینا معدے کی خرابیاں دور کرتا ہے۔

ذیابیطس: تین ماہ تک روزانہ صبح دس عدد تازہ کڑی پتے کھانا مبینہ طور موروثی اسباب کی بنا پر لاحق ہونے والی ذیابیطس سے تحفظ دیتا ہے۔موٹاپے کی وجہ سے ہونے والی ذیابیطس کا شافی علاج ہے۔

گردوں کی بیماریاں:

کڑی پتے کے درخت کی جڑ بہت سی خوبیاں رکھتی ہے۔جڑ سے نکالا گیا رس گردوں سے متعلقہ درد سے فوری نجات کیلئے پیا جاتا ہے۔

بال جلدی سفید ہونا:

کڑی پتے کا استعمال بالوں کو جلدی سفید ہونے سے روکتا ہے۔بالوں کی جڑوں کو تقویت دیتا ہے۔اس مقصد کے لئے پتوں کو نچوڑ کر حاصل کئے جانے والے جوس کی صورت میں کیا جاتا ہے۔جوس کو لسی میں ملا کر بھی پیا جاتا ہے۔

امراض چشم:

کڑی پتوں کا تازہ جوس آنکھوں میں ڈالنے سے آنکھیں روشن اور چمکدار ہو جاتی ہیں۔

ہیر ٹانک:

اگر کڑی پتوں کو ناریل کے تیل میں اس حد تک اُبالا جائے کہ سیاہ ہو جائیں تو یہ تیل عمدہ قسم کا ہیر ٹانک بن جاتا ہے۔اس سے بالوں کی نشوونما میں استحکام آتا ہے اور ان کی قدرتی رنگت برقرار رہتی ہے۔

کڑی پتا متعدد پکوانوں میں استعمال ہوتا ہے۔اسکی چٹنی بھی تیار کی جاتی ہے۔اس کے پتے، چھال اور جڑیں دیسی ادویات میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔

(روزنامہ اُمت کراچی 15جولائی 2012ء)

یادِ رفتگان

میری پیاری بڑی اماں

میری بڑی اماں سلیمہ بیگم صاحبہ بتاریخ 3 مارچ 2005ء کو بعمر 88 سال وفات پا گئیں۔ وہ میرے والد صاحب کی پھوپھی زاد تھیں۔ میرے تایا مسعود احمد دہلوی سابق ایڈیٹر الفضل ان کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

''وہ خانہ داری سلیقہ شعاری میل ملاقات اور خاندانی مجلسوں میں خاص قرینے سے بات کرنے اور باہمی معاملات طے کرانے کے تعلق میں غیر معمولی صلاحتیں رکھنے والی خاتون تھیں۔ بڑی بڑی دعوتوں میں یک وتنہا نہایت لذیذ کھانے پکانے میں خاص مہارت حاصل تھی اور تھیں بھی دیندار صوم وصلوۃ کی پابند بہت دعا گو اور علی الخصوص زندگی کے ہر ہر مرحلہ میں رضائے الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے اور صبر وشکر کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کرنے والی۔

آپ حضرت مولوی شیر علی صاحب کے حقیقی چچا زاد بھائی حضرت چوہدری تصدق حسین صاحب کی صاحبزادی تھیں۔ بچپن سے ہی دعاؤں میں شغف تھا۔ اکثر ان کی دعائیں قبولیت کا شرف پاتیں۔

ان کے خاوند نے اپنی زندگی وقف کرنے سے پہلے جب مشورہ لیا تو انہوں نے نہایت شرح صدر کے ساتھ وقف کے فیصلہ کو قبول کیا اور کہا کہ ایسے نیک ارادہ میں میں کب حائل ہو سکتی ہوں۔

مرحومہ بہت سلیقہ شعار تھیں۔ گھریلو اخراجات کو اس قدر منظم طریقہ پر چلایا کہ کبھی کسی سے ایک پیسہ بھی ادھار نہ لیا۔ آمد سے زیادہ کبھی خرچ نہ کیا۔ بلکہ کچھ نہ کچھ قلیل رقم پس انداز کرتے ہوئے غریبوں کی بھی امداد کی اور بعض اوقات قلیل رقمیں بطور قرض بھی دیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرماتا چلا جائے آمین۔

مکرمہ ثریا ستار صاحبہ

مکرمہ ثریا ستار صاحبہ مجلس پدری قیادت ہڈیارہ لاہور کی ایک سادہ سی خاتون تھیں۔ ایک لمبا عرصہ صدر لجنہ اماء اللہ رہیں سارے کام بڑی لگن اور جذبہ سے کرتیں۔ سالانہ جائزہ پر مرکز سے کئی انعامات کی حق دار ٹھہریں۔

گھر میں منیاری کی چھوٹی سی دکان بنا رکھی تھی۔

mta کے آغاز سے ہی گھر میں ڈش لگوا لی تھی اس روحانی مائدہ سے احباب جماعت اور غیر بھی مستفیض ہوتے۔کوئی سوال پوچھتا تو بڑی تسلی سے اسے جواب دیتیں۔مکرمہ صدر صاحبہ ضلع بی بی فوزیہ شمیم صاحبہ کے کہنے پر ہر روز ایک رکوع بمعہ ترجمہ یاد کرنا شروع کیا اور عرصہ دو سال کے اندر ترجمہ یاد کرلیا۔صدر صاحبہ نے ٹیسٹ لیا تو سارا ترجمہ پنجابی میں سنا دیا۔صدر صاحبہ بہت خوش ہوئیں اور سب ممبرات کو یہ طریقہ اپنانے کی طرف توجہ دلائی۔

2009ء میں ان کی وفات ہوئی۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے آمین۔

میری پیاری نانی اماں

میری پیاری نانی اماں مکرمہ اقبال بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی تاج الدین صاحب مرحوم سابق ناظم دارالقضاء ربوہ 1922ء میں موضع دھنی دیو چک نمبر 332 ضلع لائل پور میں مکرم چوہدری بلند خان صاحب کے ہاں پیدا ہوئیں۔آپ کے والد استاد تھے۔آپ پیدائشی احمدی تھیں۔نانا جان کے ساتھ آپ کی شادی 1940ء میں ہوئی۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار بیٹیوں اور چار بیٹوں سے نوازا تھا۔آپ نے اپنے بچوں کی تربیت نہایت اعلیٰ رنگ میں کی۔

آپ بہت ملنسار۔ہنس مکھ اور مہمان نواز تھیں۔ جب تک آپ کی صحت رہی اجلاسات اور دیگر تقریبات میں بڑے ذوق وشوق سے سب سے پہلے شامل ہوتی رہیں۔تمام مالی تحریکات میں حتی الوسع حصہ لینے کی کوشش کرتیں۔گھر میں کام کرنے والے ملازمین اور ان کے بچوں کا بہت خیال رکھتیں۔

بچوں کو نماز کی عادت پختہ کرنے کے لئے ان سے کہتیں کہ جو بچہ صبح میرے ساتھ نماز ادا کرے گا اسے دس روپے دوں گی۔

آپ بیٹے کے پاس امریکہ چلی گئیں۔وہاں بھی جماعت اور لجنہ کے ساتھ تعلق رکھا۔آخری عمر میں آپ کے کولہے کی ہڈی کا فریکچر ہو گیا تو انہوں نے پاکستان واپس آنے کی خواہش ظاہر کی۔اس پر میری والدہ صاحبہ جا کر انہیں واپس لے آئیں۔

22 نومبر 2010ء کو آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔اور ہمارے حق میں ان کی دعاؤں کو قبول فرمائے آمین۔

☆☆☆☆

درخواستِ دعا

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب پیدا ہونے والے بچوں کو صحت وتندرستی والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ نیک بخت خادم دین اور والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے امتحانات میں کامیابی حاصل کرنے والے تمام بچوں کو کامیابیاں مبارک کرے اور ترقیات عطا کرے۔ تمام رشتوں کو ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ کرے۔ سب کے مقاصد عالیہ کو پورا فرمائے اور دینی و دنیوی حسنات سے وافر حصہ عطا فرمائے آمین۔

ولادت

ولادت کی خوشی میں درخواستِ دعا:

ربوہ: (فیکٹری ایریا احمد) مکرمہ امتہ الجمیل طاہر صاحبہ،

(دارالیمن شرقی احسان) مکرمہ نثار بیگم صاحبہ۔

(ناصر آباد شرقی) مکرمہ ذکیہ وقار صاحبہ۔

(دارالرحمت وسطی 1) مکرمہ شاہدہ مسعود صاحبہ۔

(بیوت الحمد) مکرمہ عابدہ نسیم صاحبہ۔

(دارالشکر جنوبی) مکرمہ نصرت جمیل صاحبہ۔

لاہور: (سمن آباد 3) فریدہ یونس صاحبہ۔

(راجگڑھ) شاہدہ مجید مرزا صاحبہ۔

آمین وکامیابی

ربوہ: (دارالرحمت وسطی 1,2) مکرمہ نسیم انعام صاحبہ، مکرمہ فرزانہ گوہر صاحبہ۔

(فیکٹری ایریا سلام) مکرمہ راحت بشریٰ صاحبہ۔

(سانده) ناصرہ سحر صاحبہ۔

(گلشن راوی 1) امتہ الرشید صاحبہ۔

سرگودھا: (شہر) رفعت پرویز صاحبہ۔

نکاح وشادی

جن بہنوں نے نکاح وشادی کی خوشی میں اعانت دی ہے ان کے نام درج ذیل ہیں:

(گلشن راوی 1) نیلما مبارک صاحبہ۔

(سنت نگر) نسیم نقش صاحبہ۔

ربوہ: (فیکٹری ایریا احمد) مکرمہ امینہ صدیقہ منیر صاحبہ۔

(دارالنصر غربی اقبال 3) مکرمہ جمیلہ طاہر صاحبہ،

(فیکٹری ایریا سلام) مکرمہ زاہدہ مقصود صاحبہ۔

مکرمہ امتہ الرحمٰن صاحبہ۔

(بیوت الحمد) مکرمہ خالدہ عاصم صاحبہ،

(ناصر آباد شرقی) مکرمہ امتہ النصیر صاحبہ۔

(دارالانوار) مکرمہ مبارکہ احمد صاحبہ۔

(دارالیمن وسطی سلام) مکرمہ طیبہ ظفر صاحبہ،

مکرمہ نائلہ کوثر صاحبہ، (طاہرآباد جنوبی) مکرمہ صفیہ رشید صاحبہ۔

(دارالرحمت وسطی 1,2) مکرمہ تسنیم انعام صاحبہ۔

مکرمہ زاہدہ علوی صاحبہ، مکرمہ رضیہ سہیل صاحبہ۔

(مکرمہ بشریٰ عزیز صاحبہ)

(سمن آباد) قدسیہ ناصر صاحبہ۔

ڈیرہ غازی خان: (فرید آباد) امۃ الحیٔ صاحبہ۔

سرگودھا: (کلیا رٹاؤن) محمودہ لیاقت صاحبہ،

منصورہ طفیل صاحبہ۔

متفرق

دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے درخواستِ دعا:

ربوہ: (طاہرآباد جنوبی) مکرمہ آصفہ انور صاحبہ۔

مکرمہ رفعیہ اقبال صاحبہ۔

(دارالفضل شرقی عزیز2) مکرمہ خالدہ پروین صاحبہ،

مکرمہ نسیم بیگم صاحبہ۔

(دارالرحمت وسطی 1,2) مکرمہ رضیہ انوار صاحبہ،

مکرمہ فرزانہ راجہ صاحبہ۔

(دارالعلوم شرقی ہادی) مکرمہ نسیم مبشر صاحبہ۔

(دارالنصر غربی حبیب) مکرمہ عقیلہ منیب صاحبہ۔

(دارالنصر شرقی نور) مکرمہ بشریٰ سلیم صاحبہ۔

(دارالفضل غربی فضل) مکرمہ ثمینہ قدسیہ صاحبہ۔

(دارالعلوم غربی سلام) مکرمہ نائمہ محسن صاحبہ،

مکرمہ سعدیہ انجم صاحبہ۔

(دارالشکر جنوبی) مکرم شفقت سلطان صاحب۔

(بیوت الحمد) مکرمہ مبشرہ صاحبہ، امینہ قمر صاحبہ۔

(دارالعلوم غربی سلام، دارالشکر شمالی، دارالعلوم جنوبی بشیر،

فیکٹری ایریا احمد، بشیر آباد) سے ممبرات لجنہ اماء اللہ۔

اسلام آباد: طیبہ خاکی صاحبہ، ساجدہ شریف صاحبہ۔

(دارالفضل شرقی عزیز2) مکرمہ عنبرین اظہر صاحبہ۔

(نصیر آباد رحمان شمالی) ممبرات لجنہ۔

(ناصر آباد شرقی) مکرمہ شگفتہ صاحبہ۔

(دارالانوار) رضیہ نصیب صاحبہ۔ صائمہ نعمت صاحبہ۔

(سبزہ زار 2) ثمرہ عاطف صاحبہ، مائمہ انس صاحبہ،

امتہ السلام صاحبہ۔ طیبہ شریفی صاحبہ، عظمیٰ طاہر صاحبہ،

یُسریٰ محمود صاحبہ۔

سرگودھا: (شہر) توقیر اسد صاحبہ۔

بہلولپور 127: عطیہ صاحبہ، قمر السلام صاحبہ۔

ایک گزارش

اعانت مصباح دینے والی بہنوں سے گزارش ہے کہ مصباح ان کا اپنا رسالہ ہے۔ مہنگائی بڑھ رہی ہے زیادہ سے زیادہ حسبِ توفیق اس کی اعانت میں حصہ لیں۔ لیکن انتہائی معذرت کے ساتھ نام شائع نہیں ہوں گے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

monthly

Misbah

October 2016

Regd #FR-5 C.NAGAR

Editor:Mirza Khalil Ahmad Qamar